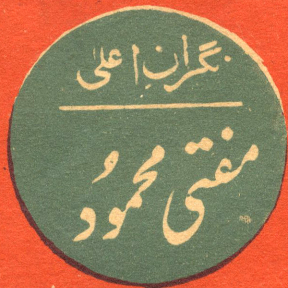
اسلامی اقتدار کا نقیب

ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور

۲۹ رشوال المکرم ۱۳۹۷ھ ○ جمعہ



قیمت ایک روپیہ

اس سلسلہ کا مضمون اندر کے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

تاریخ کا طالب علم دیکھ لے

★ قتل ہی قتل

★ انسانیت کا قتل

★ سارے جہاں کا قتل

بطور نمونہ ـــــ بطور مثال

ایک ناعاقبت اندیش حکمران نے صرف اپنے اقتدار کے تحفظ کیلئے ہزاروں انسان قتل کرائے

مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے ۵ سالہ دورِ حکومت میں اتنے آدمی قتل کرائے کہ پاکستان کی تیس سالہ تاریخ میں اسکی مثال نہیں ملتی

خواتین کا قتل

مزدوروں کا قتل

سیاسی لیڈروں کا قتل

طالب علموں کا قتل

وکلاء کا قتل

قبائلیوں کا قتل

اپنے دوستوں کا قتل

ڈیرہ کے ساڑھے تین سو بے گناہ لوگوں کا قتل۔

غزل

سویا ہُوا ضمیر جگا لینا چاہیے — جوہر جو گم ہوا اسے پا لینا چاہیے

روٹھے ہُوئے خدا کو منا لینا چاہیے — زلفِ صنم سے دل کو چھڑا لینا چاہیے

انسانیت کا شرف بچا لینا چاہیے — جھکنے پہ آئے سر تو کٹا لینا چاہیے

ناحق یہ کس نے بخش دیں رُسوائیاں مجھے — مجرم مرا ہے کون؟ پتا لینا چاہیے

خوش ہے جو میرے جسم کو ٹکڑوں میں بانٹ کر — قاتل سے میرا خون بہا لینا چاہیے

اظہارِ غم کبھی نہیں کرتے ہیں اہلِ ظرف — جو غم ملے وہ دل میں چھپا لینا چاہیے

اے دل خوشی کا لُطف اٹھانے کے واسطے — کچھ غم کی تلخیوں کا مزہ لینا چاہیے

جس نے کیے ہیں جور و جفا ہم پہ بے حساب — اس سے حسابِ جور و جفا لینا چاہیے

داغِ گناہ دھونے کو سلمانؔ کبھی کبھی!

تنہائیوں میں اشک بہا لینا چاہیے

سفینہ سلمان گیلانی شیخوپورہ



جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۲۱

جمعۃ المبارک ۲۹ شوال المکرم ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۷ء

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

مدیر
اکرام القادری

مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ
۴۵ ——— روپے
ششماہی
۲۳ ——— روپے
سہ ماہی ——— ۱۱/۵۰ روپے
فی پرچہ
ایک روپیہ

زیر اہتمام
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

اداریہ

مسٹر بھٹو اور انکے ساتھیوں کے اعمالِ بد کا

دستاویزی ثبوت

سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو اور ان کے دس ساتھیوں کی مارشل لا کے ضابطہ نمبر ۱۲ کے تحت نظر بندی کے خلاف بیگم نصرت بھٹو کی جانب سے سپریم کورٹ میں دائر کردہ درخواست کی سماعت کے دوران وفاقِ پاکستان کے مشیر مسٹر اے کے بروہی نے ۳۱ صفحات پر مشتمل جو اپنا تحریری بیان داخل کیا ہے وہ اخبارات کی وساطت سے قوم کے سامنے آچکا ہے۔ اس طویل بیان میں فاضل مشیر وفاق پاکستان نے جس قسم کے الزامات سابق وزیر اعظم اور ان کے ساتھیوں پر لگائے ہیں۔ ان کی سنگینی اور گھناؤنے پن سے صرف وہی شخص انکار کر سکتا ہے جس کا ضمیر مردہ ہو چکا ہو۔ یا وہ شخص ان الزامات کے معاملے میں صرفِ نظر سے کام لے گا جو خود اسی نوعیت کے جرائم میں ملوث ہو۔

مسٹر اے کے بروہی نے نہ صرف ۳۱ صفحات پر مشتمل طویل بیان ہی عدالت عالیہ میں پیش کیا ہے بلکہ ۵۷ صفحات پر مشتمل دستاویزی ثبوت بھی عدالتِ عظمیٰ کو فراہم کر دیا ہے، اس کے بعد یہ عدالت کا کام ہے کہ وہ قومی مجرم اور اس کے ساتھیوں کو ان کے اعمال بد کا مزا چکھاتے ہوئے انہیں کیفر کردار تک پہونچائے۔ تاکہ آیندہ کے لیے کسی قومی مجرم کو اس قسم کے گھناؤنے جرائم میں ملوث ہونے کی جرأت نہ ہو۔

سابقہ حکومت کے علی بابا اور چالیس چوروں نے ملک کے خزانے کو جس بے دردی سے لوٹا اور اپنی ذاتی اغراض کے لیے استعمال کیا وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی، بلکہ ایک کھلی کتاب کی مانند ان کے جرائم کی طویل فہرست ملک اور بیرون ملک میں بسنے والے ہر اس شخص کے سامنے آچکی ہے جو معمولی سی شد بد رکھتا ہے۔

نظر بظاہر اب تک جو کچھ سامنے آیا ہے اس سے کہیں زیادہ پوشیدہ ہے جس کے چہرے سے جلد نقاب اٹھے گا اور پھر قوم اس سے کہیں زیادہ "غلاظت" سابقہ حکومت کے کارپردازوں کے اعمالِ شنیعہ کی دیکھے گی۔ جو وہ اب تک دیکھ چکی ہے

جنرل ضیاء الحق نے اس سلسلے میں بالکل درست کہا ہے کہ جس شعبہ کو بھی کریدا گیا۔ غلاظت کا ڈھیر برآمد ہوا۔ اب اگر غلاظت کے ان ڈھیروں کا صفایا نہ کیا گیا تو مزید غلاظت پیدا ہونے کا احتمال ہے جس کے ناقابلِ علاج تعفن سے پورے معاشرے کا دماغ پھٹ جائے گا۔

۵ جولائی کے اپریشن سے قبل تک بعض خلص پڑھے لکھے لوگ یہ کہتے سنے جاتے تھے کہ مسٹر بھٹو خود محبِ وطن اور قوم کے خیر خواہ ہیں، لیکن ان کے رفقاء ان کی بدنامی کا سبب بن رہے ہیں اور بدعنوان، مفاد پرستوں نے ان کا گھیرا اس قدر تنگ کر دیا ہے کہ وہ براہِ راست قوم کے حالات کا مشاہدہ نہیں کر سکتے۔

اس کے برعکس پاکستان قومی اتحاد کے رہنما اس وقت بھی یہی کہتے تھے جو اب نمودار ہو رہا ہے۔ ان رہنماؤں کا اصرار کے ساتھ کہنا یہی تھا کہ اصل فساد کی جڑ بھٹو ہے۔ جو سرطان بن کر معاشرے کے وجود کو سرعت کے ساتھ موت کی وادی کی طرف دھکیل رہا ہے۔ قومی اتحاد کے ان بصیرت مآب رہنماؤں نے بیانگِ دہل بار بار کہا تھا کہ بھٹو نے ہی اپنے وزیروں، مشیروں کی فوج ظفر موج کو بدعنوانیوں اور گھناؤنے جرائم کی راہ پر ڈالا ہے ——— اس شرمناک جرم کا ارتکاب کرتے ہوئے مسٹر بھٹو اپنے جرائم پر پردہ

مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا

ڈالنا چاہتے تھے۔ تاکہ حمام میں سب ننگے ہوں۔ اور وہ مسٹر بھٹو کو ٹوک تو کیا سکیں باہم سرگوشی بھی نہ کر سکیں۔ اور اس طرح ایک ہی شخص اپنے پسند کے جرائم کرتا رہے۔ اور پورے ملک میں ایک ہی شخص کا طوطی بولتا رہے۔ تاکہ وہ اپنے اقتدار کو طوالت بخشنے کے لیے اپنے سیاسی مخالفین سے جس قسم کا چاہے سلوک کر سکے۔

لیکن وہی ثابت ہوا جو قومی اتحاد کے رہنما کہتے تھے کہ مصدر معائب اور منبع معاصیات بھٹو کی اپنی ذات ہے جس نے دوسروں کو بھی غلط راہ پر ڈال دیا۔ اور اگر خدانخواستہ گذشتہ انتخابات میں تاریخ ساز دھاندلی کے بعد بھی قوم خواب گراں سے بیدار نہ ہوتی اور فقید المثال قربانی پیش نہ کرتی تو پوری کی پوری قوم بدعنوانوں اور جرائم پیشہ افراد کا گلہ ہوتی۔ اور بچے کھچے شریف آدمیوں کا مال، جان اور عزت و آبرو داؤ پہ لگ جاتا۔

خدا نے اس قوم کی سن لی اور فوج نے قوم کی آرزوؤں، تمناؤں اور خواہشوں کی تکمیل کرتے ہوئے ملک کا نظم و نسق سنبھال کر علی بابا اور اس کے چوروں کو سرکار کی مہمانی کا شرف بخشا۔

اب پوری قوم کی صرف ایک ہی تمنا، ایک ہی آرزو اور ایک ہی خواہش ہے کہ وہ مجرموں کو کیفرِ کردار تک پہونچتے ہوئے دیکھنا چاہتی ہے اور وہ انشاء اللہ اب ہوگا۔ خدا کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ خدا اس قسم کے مجرموں کو ڈھیل تو دیتے ہیں لیکن جب پکڑتے ہیں تو ان کی پکڑ شدید ہوتی ہے۔

ان بطش ربک لشدیدہ

قومی اتحاد کی روایت

پچھلے دنوں پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود نے اپنے بیان میں کہا کہ انتخابات آیندہ مارچ میں ہونے چاہئیں۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ قومی اتحاد میں انتشار کی خبریں غلط ہیں اتحاد پہلے کی طرح مستحکم اور مضبوط ہے

پاکستان قومی اتحاد کی مرکزی کونسل کے اجلاس سے قبل عموماً یہ قیاس آرائیاں کی جا رہی تھیں کہ قومی اتحاد کے رہنما التوا کے سلسلے میں مختلف رائے رکھتے ہیں۔ لہٰذا اتحاد میں رخنہ پڑنے کا شدید خدشہ ہے۔

لیکن اس کے برعکس اس مرتبہ بھی قومی اتحاد نے اپنے گذشتہ روایات برقرار رکھتے ہوئے مکمل اتحاد اور یگانگت کا ثبوت فراہم کیا اور احتساب کے عمل کو ضروری اور بہت ضروری خیال کرتے ہوئے بھی انتخابات کے جلد انعقاد کا مطالبہ کیا ہے، بلکہ پاکستان قومی اتحاد کے صدر نے تو یہاں تک کہا ہے کہ عام انتخابات مارچ سے قبل ہونے چاہئیں جب کہ پیپلز پارٹی کے اپنے مرکزی سطح کا اجلاس لڑائی اور مارکٹائی کا شاہکار ثابت ہوا بلکہ ایک دوسرے پہ الزامات لگائے گئے اور باہم تو تکار کا سلسلہ گرم رہا۔ اجلاس میں موجود خواتین نے جب مردوں کے کپڑے پھٹتے دیکھے تو یہ شعر گنگناتے ہوئے کھسکنا شروع ہو گئیں۔ ؎

غصہ میں انکو کچھ نہ رہا تن بدن کا ہوش
کیا لطف ہم نے شب کو اٹھائے عتاب میں

بلاسُود بنکاری نظام

مؤتمر عالم اسلامی کے مطابق سعودی عرب میں پہلی مرتبہ بنکاری کا بلاسُود نظام نافذ کیا جا رہا ہے۔ یہ انقلابی نظام اسلامی بنکوں کی بین الاقوامی یونین نافذ کر رہی ہے جو پانچ بنکوں شاہ فیصل اسلامی بنک قاہرہ، شاہ فیصل اسلامی بنک سوڈان۔ ناصر سوشل بنک قاہرہ، اسلامی بنک دوبئی اور کویت بنک پر مشتمل ہے۔ اسی نظام کے نفاذ کا اعلان کرتے ہوئے یونین کے صدر اور شاہ فیصل مرحوم کے صاحبزادے شہزادہ فہد الفیصل نے اس تجربے کو شریعت کے ایک قابل قدر تصور کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ایک جراءت مندانہ اقدام قرار دیا۔ انھوں نے کہا کہ: "شریعت قرض پر سود لینا حرام قرار دیتی ہے۔ چنانچہ آیندہ سے یہ بنک قرضوں کی سرمایہ کاری اور لین دین پر کسی قسم کا سود نہیں لیں گے"۔

عالم اسلام کے مرکز سے اس قسم کے اقدام کا اہتمام یقیناً ایک بہت اہم کام ہے۔ جس کی تحسین اور حوصلہ افزائی اسلامیانِ عالم کو اپنے عمل سے کرنی چاہیے۔ اس کارِ خیر کی ابتدا بھی انہی لوگوں کے ہاتھوں ہونی چاہیے تھی جو عالم اسلام کے مرکز کی خدمات کا بیڑہ اٹھائے ہوئے ہیں۔

اس تجربہ سے فایدہ اٹھاتے ہوئے دیگر اسلامی مملکتوں کو بھی اپنے اپنے ہاں اس قسم کے اسلامی بنک قائم کرنے چاہئیں جو بلاسود کاروبار کریں، تاکہ لادینی ذہن رکھنے والے معاندینِ اسلام کا یہ اعتراض ختم ہو جائے کہ بلاسود آج کے دور میں نظامِ معیشت کا چلنا محال ہے۔

اگر بلاسود نظام معیشت چلنا ممکن نہ ہوتا تو ہم یقین کے ساتھ کہ سکتے ہیں کہ اسلام سُود کی بندش نہ کرتا۔ کیونکہ یہ ایک عالمگیر دین ہے، جو ہر دَور میں انسانوں کی رہنمائی کرتا ہے۔

ہمارے نزدیک پانچ اسلامی ملکوں کا یہ مشترکہ فعل قابل صد تحسین و لائق صد تبریک ہے۔ اگر مسلمان مشترکہ قوت کو مجتمع کر کے اس قسم کے فیصلے کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہوں اور منزلِ مراد کو نہ پہونچیں۔

ذرا تو عزم کر چل تو سہی ہے سامنے منزل
کوئی مشکل سے مشکل کام بھی مشکل نہیں ہوتا

نئی تہذیب نے عورتوں کے حقوق غصب کر دیئے ہیں!

مولانا مفتی محمود نے ہفت روزہ زندگی لاہور کو چند سوالوں کے جوابات بعنوان "نئے سیاسی نظام میں خواتین کا مقام کیا ہوگا" دیئے۔
جوابات کی اہمیت کے پیش نظر ہم اسے قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں ——— ملاحظہ فرمایئے ——— (ادارہ)

مولانا مفتی صاحب سے جب میں نے عرض کیا کہ کچھ خواتین معاشرے میں یہ شکوک پھیلا رہی ہیں کہ اگر قومی اتحاد کی حکومت قائم ہوگئی تو خواتین کے وہ تمام حقوق چھن جائیں گے جو انہیں نئی تہذیب نے دیئے ہیں، معاشرے میں انہیں اپنا قومی کردار ادا کرنے نہیں دیا جائے گا۔ اور عورت محض بے بس اور محکوم ہو جائیگی تو حضرت مفتی محمود صاحب نے کہا کہ:

"ان تمام خدشات کو پھیلانے کی گنجائش اس لیے پیدا ہوئی کہ عوام اور خصوصاً دینی معلومات سے لاعلم قومی تعلیم یافتہ خواتین ان حقوق اور معاشرے میں اپنی اس حیثیت سے واقف نہیں ہیں جو اسلام نے انہیں دی ہے۔ عورت اور مرد کی یہ اس انداز میں تفریق اور اس کے حقوق کا یہ تصادم دراصل یورپی تہذیب کی تخلیق ہے۔ اسلام میں یہ مسئلہ ہی نہیں ہے۔ کہ عورت کے حقوق علیحدہ ہیں اور مرد کے حقوق علیحدہ۔ معاشرہ عورت اور مرد سے مل کر بنتا ہے۔ اسلام انہیں اس نظر سے دیکھتا ہے کہ معاشرے میں وہ دونوں بحیثیت انسان ہونے کے ان کے حقوق یکساں ہیں۔ عورت اور مرد ہونے سے ان کے انسان ہونے میں کوئی فرق نہیں آتا ہاں! ان کی صلاحیتوں میں فرق ضرور آتا ہے۔ اسلام اسی فرق کو مدنظر رکھتے ہوئے حقوق تو یکساں دیتا ہے لیکن فرائض کی تقسیم میں ان کی جنس کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کی فطری صلاحیتوں کے عین مطابق ان کی ذمہ داریاں مقرر کرتا ہے۔ اس لیے اسلام میں عورت اور مرد کے حقوق کا تصادم نہیں ہے۔ ہم عورتوں کے حقوق کے بھی اتنے ہی محافظ ہوں گے جتنے مردوں کے۔ حقوق کے بارے میں ایک غلط تاثر عام ہے کہ عورتوں کے حقوق کے بارے میں وہ سرد مہر واقع ہوئے ہیں۔ یہ ایک بلا جواز غلط فہمی ہے حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ برصغیر کی تاریخ میں عورت کے حقوق کے لیے جتنی جدوجہد علماء نے کی ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔

مثلاً میں بتاتا ہوں کہ جب پاکستان بننے سے قبل صوبہ سرحد میں عورت کو وراثت کا حق دینے کا بل پیش کیا گیا جسے شریعت بل کہا جاتا ہے تو کچھ لوگوں نے اس وقت اس پر اعتراض کیا۔ مگر علماء نے ۳۵ء میں اس کے حق میں تحریک چلائی۔ بے مثال قربانیاں دیں یہاں تک کہ ہمارے ضلع کے ایک بہت بڑے عالم کو عورتوں کے حق وراثت کے مخالفوں نے شہید کر دیا۔ مگر اس کے باوجود تحریک کمزور نہیں پڑی اور بالآخر ہم نے وہ بل پاس کروایا اور عورتوں کا جائز حق اسلامی انہیں دلوایا۔

اس مہم میں عورتوں کو کچھ نہیں کرنا پڑا۔ ان کے حق کی یہ لڑائی مردوں نے لڑی۔ اس لیے کہ یہ ان کی ذمہ داری تھی: یہ حق ہم نے نہیں اسلام نے عورتوں کو دیا ہے اور اس کی حفاظت ہر مسلمان کی ذمہ داری تھی۔ یہاں میں اس بات کو پھر دہراؤں گا کہ عورتوں کے حق کا مسئلہ بالکل ایسا مسئلہ نہیں ہے جسے علیحدہ طور پر زیر بحث لانے کی ضرورت ہو۔ چنانچہ اسلام کے چودہ سو سالہ ادوار میں کہیں عورت مرد کے حقوق پر کوئی بحث اسلامی تاریخ میں دکھا دیں، کوئی تنازعہ موجود نہیں ہے جو عورتوں کے حق کے تعین میں اختلاف کی وجہ سے ہوا ہو اس لیے کہ عورت کے حقوق بالکل اسی طرح متعین ہیں جیسے مرد کے۔ اسلامی قوانین کی نظر میں دونوں برابر ہیں، اگر جرم عورت کرتی ہے تو اسے بھی اسی طرح سزا ملتی ہے جیسے مرد کو۔ خود رسول کریم کے زمانے میں مرد چوری کرتے تھے تو ان کے ہاتھ کاٹ دیئے جاتے تھے اور اگر عورت چوری کرتی تھی تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیا جاتا تھا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود خواتین کے حقوق کا کتنا خیال کرتے تھے اس کا اندازہ اس واقعہ سے کیجیے کہ ایک دفعہ کچھ عورتیں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ مرد ہمارے مقابلے میں

> **علماء نے خواتین کے حقوق کی جنگ میں جلوس نکالے اور جانیں دیں!**
>
> مفتی محمود

آپ سے زیادہ فیض حاصل کرتے ہیں۔ ہر وقت آپ کو گھیرے رہتے ہیں اور دین کے مسائل پوچھتے رہتے ہیں، جب کہ ہم عورتیں اس سے محروم رہتی ہیں۔ اس شکایت کے بعد آپ نے عورتوں کے لیے علیحدہ وقت مقرر فرما دیا کہ جس طرح مردوں کو دین کے مسائل جاننے کے لیے ضرورت ہے اسی طرح خواتین کو بھی ان مسائل سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔ عید کی نماز میں حضور مردوں کو خطبہ دینے کے بعد عورتوں کی صفوں میں گئے جو مردوں کے پیچھے تھیں اور وہاں جا کر ان کو علیحدہ خطبہ دیا اور تلقین کی کہ وہ بھی صدقہ کریں۔ چنانچہ صحابیات نے اپنے زیوروں تک صدقہ میں دیئے۔ جب عید کے اجتماعات میں وعظ میں، خطبہ میں، صدقہ میں، سزا میں، قانون میں ہر چیز میں عورتوں کو برابر کا حق حاصل ہے تو قومی اتحاد کی حکومت عورت کے ان تمام حقوق کا تحفظ کرنا اپنا اولین فرض سمجھے گی۔

نئی تہذیب نے عورت کو جو نام نہاد حقوق دیئے ہیں ان کا تقابل کرتے ہوئے مولانا مفتی محمود نے کہا:

کی تنخواہ ملتی ہے۔ حالانکہ ان فضولیات کا اس دفتر یا فرم کے اصل کام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو آپ ہی بتائیں کہ یہ عورت کی عزت ہے یا اس کے حسن و جمال کا استحصال۔

اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ وہ عورت کو تماشا نہیں بناتا۔ بلکہ اس کو معاشرے میں وہی باعزت مقام دیتا ہے جو مرد کو حاصل ہے۔ گھر کی مالکہ کے روپ میں وہ اسے معاشرے کے ایک آزاد فرد کی پوری آزادی دیتا ہے۔ تمام اختیارات اس کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔

ایک اور مثال لیجیے: یہ جو ہوائی جہازوں میں لڑکیاں خاطر تواضع کے لیے ملازم ائر ہوسٹس رکھی جاتی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اتنی کھلی تذلیل ہے انہیں اس مقصد کے لیے رکھا جاتا ہے کہ سفر کرنے والے مردوں کے دل بہلے رہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ان کا انتخاب کرتے وقت اندازہ ہی اس بات کا کیا جاتا ہے کہ ان کی شخصیت، انداز گفتار میں جاذبیت ہے یا نہیں۔؟ اور ایسی ہی نوجوان لڑکیوں کو رکھا جاتا ہے جو حسن و جمال کے معیار پر پوری اُتریں

کے لیے تماشا بنانا گوارا کر سکتا ہے؟

یقیناً نہیں!

کوئی شریف مرد یا عورت ایسا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ یہ تو غیر اسلامی معاشرے میں پیدا ہونے والی غربت و افلاس کی مجبوری غلط تعلیم اور ماحول کا اثر ہے کہ یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ ہم عورت کو معاشرے میں مجبوری کی حالت سے نکال کر اسے اس کی مرضی کے کاموں اور ایسے کاموں میں حصہ لینے کا آزادانہ موقع دیں گے جو اس کی فطری صلاحیتوں کے بھی مطابق ہو اور جن میں اس کی نسائیت کی تذلیل بھی نہ ہو۔ اس کے حسن و جمال کو تجارتی مقاصد کے لیے استعمال نہ کیا جا سکے۔ بلکہ اس کے ہنر اور علم سے ملک و قوم کی ترقی اور خوشحالی کا کام لیا جا سکے۔ ہم عورتوں پر روزگار کے دروازے بند نہیں کریں گے، لیکن یہ کھلے دروازے ایسے نہیں ہوں گے جن سے ان کی عزت و عفت خطرے میں پڑ جائیں ہم انہیں نہ صرف روزگار، بلکہ احساس تحفظ بھی دیں گے جو در اصل روزگار سے بھی پہلے ان کا حق ہے۔ عورت کا احترام ہماری مشرقی تہذیب کا

نام نہاد آزادی کے پردے میں عورت کا استحصال کیا جا رہا ہے!

اس نئی تہذیب میں عورت کے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا ہے اس میں یہ کہنا غلط ہے کہ اسے حقوق کچھ زیادہ مل گئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نہ صرف اس کے حقوق غصب ہو گئے ہیں، بلکہ آزادی کے پردے میں اس کا استحصال ہو رہا ہے۔ اس کی انتہائی توہین ہو رہی ہے۔ آج کل بڑے بڑے دفاتر میں، فرموں میں ریسپشنسٹ نمایاں جگہ بٹھایا جاتا ہے۔ ایسی عورت کو تلاش کر کے رکھا جاتا ہے جو ہر لحاظ سے جاذب توجہ ہو یعنی خوب صورتی اور حسن کے لحاظ سے بھی، عادات و اطوار کے لحاظ سے بھی اور گفتگو کے لحاظ سے بھی۔ گویا اسے ایک شوپیس کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے تاکہ وہ اس فرم میں آنے والوں پر اپنے حسن اور انداز سے اچھا تاثر چھوڑے جو اس کمپنی کے بارے میں آنے والوں کو اچھا تاثر قائم کرنے میں مدد دے۔ اس کو اسی بات

میں پوچھتا ہوں کہ یہ کام چالیس پچاس سال کی عورتوں کے سپرد کیوں نہیں کیا جا سکتا۔؟

کیا یہ حقیقت نہیں کہ طویل عمر کا تجربہ انہیں مہمانوں کی خاطر تواضع کے معاملے میں ان نوخیز لڑکیوں سے زیادہ تجربہ کار بنا چکا ہوں۔ وہ زیادہ سگھڑ ہوتی ہیں، زیادہ اچھی مہمان داری کر سکتی ہیں۔ پھر انہیں ملازمت میں کیوں نہیں لیا جاتا۔؟

اس لیے تاکہ وہاں تو شمع محفل کی ضرورت ہے جو ملک کے اوباش لوگوں کی نظروں کی تسکین کا سامان کرے۔ کیا یہ عورت کا تجارتی اغراض کے لیے ناجائز استعمال اور اس کے حقوق انسانی کا استحصال نہیں ہے۔؟ اس کی کھلی توہین نہیں ہے؟

کیا کوئی شریف عورت اسے آزادی یا اپنا حق مان سکتی ہے۔؟

کیا کوئی شریف آدمی اپنی بیٹی یا بہن کو غیر مردوں

ایک لازمی جزو ہے۔ آج بھی یہاں کا مرد عورت کے احترام میں تمام دنیا کی قوموں سے آگے ہے!

مغربی تعلیم نے اس میں کچھ رخنہ ڈالنے کی کوشش کی ہے، لیکن انشاء اللہ ہم اس احترام کو بھی پھر قائم کریں گے۔ ہم پھر وہی کردار پیدا کریں گے جس میں مسلمان مرد اپنی قوم کی بیٹیوں کی عزت کی حفاظت کے لیے بلا تکلف اپنی جانیں قربان کر دینا ایک معمولی بات سمجھتے تھے۔ اور تاریخ میں ایسی مثالیں بھری پڑی ہیں نظام مصطفےٰ قائم ہوگا تو ایسی مثالیں بننے میں دیر نہیں لگے گی۔ کیونکہ ہماری قوم کے نوجوانوں میں نیک بننے کی صلاحیت موجود ہے اور ان میں ایمان کی حرارت بھی ہے۔ صرف صحیح نظام اور ماحول کی ضرورت ہے۔

عورتوں کے سینما دیکھنے، انت نئے فیشن کر کے سڑکوں پر گھومنے اور غیر ضروری میک اپ کرنے پر

پابندی کے سوال پر مفتی صاحب نے کہا :

"گھر کے اندر اپنے محرم مردوں کے سامنے میک اپ کرنا یہ کہ بُرا نہیں ہے بلکہ مستحسن ہے اس پر کسی قسم کی پابندی نہیں ہے ۔ لیکن ایک صاف معاشرے میں ہم عورتوں سے بہرحال یہ توقع رکھیں گے کہ وہ سڑکوں، بازاروں میں نازیبا انداز میں اور بلا مقصد نہ گھومیں پھریں۔ متانت اور سنجیدگی کے اخلاقی اصولوں کو مدنظر رکھیں۔ تاہم یہ باتیں پابندی لگانے کی نہیں انفرادی اور اجتماعی کردار کی اصلاح کی ہوتی ہیں۔ انہیں ہم ڈنڈے کے زور سے نہیں افرادِ قوم میں صحیح علم پھیلا کر ٹھیک کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں جبر سے نہیں تدبیر سے کام لیا جائے گا۔

ان تمام چیزوں کو غیر فطری اور نقصان دہ ثابت کرتے ہوئے مفتی صاحب نے کہا :

یہ اخلاق باختگی کی چیزیں ہیں مصیبت ہیں۔ ہر معصیت کی طرح یہ بھی ہمارے ہاں یورپ سے درآمد ہوئی ہے۔ یورپ عورت کے معاملے میں خصوصاً بالکل غلط راہ پر چل نکلا ہے۔ عورت کو اس نے اپنی تجارتی مقاصد حاصل کرنے کے لیے جو آزادی دی وہ عورت اس سے فایدہ اٹھا کر بہت ہی آگے بازاروں میں، سینماؤں میں، کلبوں میں ہر جگہ حدود سے تجاوز کر گئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی ہر وقت بے باک نمائش نے اس کی فطری کشش ختم کر دی اور جذبات سرد پڑ گئے ۔۔۔ اب جذبات تو سرد پڑ گئے ہیں، لیکن نسل تو بہرحال آگے چلنی ہے - اور عورت کی یہ خواہش اپنی جگہ موجود ہے کہ مرد اس کی طرف متوجہ ہو، چنانچہ عورت کے میک اپ کے سامان کا مصنوعی سہارا تلاش کیا، اپنے آپ کو بے حیائی کے انداز سے پیش کرنے پر مجبور پایا۔ یہ سب اس لیے کہ مرد کی توجہ دوبارہ حاصل کر سکے۔ یہ سب قانون فطرت سے ہٹنے کی سزا ہے۔ کہ فطری جنسی جذبات کو ابھارنے کے لیے مغرب کی عورت کو ان مصنوعی چیزوں کا سہارا لینا پڑتا ہے اور ہمارے یہاں کی عورت محض تقلید میں مسئلے کی اصل نوعیت کو سمجھے بغیر بعض ایسی چیزوں کو اپنے حقوق سمجھ بیٹھی ہے جن میں بے چاری مغرب کی عورت فطرت سے ہٹنے کے جرم کی سزا کے طور پر الجھ گئی ہے۔ جب اس کے علم میں اصل حقائق لائے جائیں گے تو وہ از خود اپنا صحیح مقام جان لے گی۔ اور اس طریقے کو چھوڑ دے گی جو اس کی نسائیت کی تذلیل کا سبب ہے۔ اپنے گھر میں وہ ضرور میک اپ کرے گی، پسندیدہ اور مناسب فیشن کرے گی، لیکن گلیوں، بازاروں میں تماشا بننا وہ یقیناً پسند نہیں کرے گی۔ یہ عورت کے احترام، اس کی پاکیزگی اور فطری شرم و حیا کے خلاف ہے۔ اور اس سے وہ ضرور جذبات سرد پڑ جاتے ہیں جو نسل انسانی کی بقا کے لیے اور ایک

ایئر ہوسٹسوں کا کام ۵۰ برس کی عورتوں کے سپرد کیوں نہیں کیا جاتا؟

خوشگوار زندگی کے لیے لازمی شرط ہیں۔

"کچھ خواتین یہ خدشہ ظاہر کرتی ہیں کہ آپ کی حکومت قائم ہوگی تو اسمبلی میں عورتوں کی نشستیں تک ختم کر دی جائیں گی۔؟

(میں نے سوال کیا)

بالکل بے بنیاد بات ہے۔ اور محض خواتین کو بددل کرنے کے لیے ایسا کہا جا رہا ہے۔ قومی اتحاد نے ملک میں پہلی بار خواتین کو قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی مردوں کی نشستوں میں سے کھلے مقابلے کے لیے عورتوں کو سیٹیں دی ہیں اور وہ انتخابات لڑ رہی ہیں۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ بعد میں ہم انہیں اسمبلیوں سے نکال دیں گے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق شورائیت میں عورت کی رائے پر اعتماد رکھا جاتا ہے۔ اہم ملکی اور قومی معاملات میں ان سے مشورہ لیا جاتا ہے۔

ہمارے یہاں خواتین کے علم و فراست اور سیاسی و اقتصادی معاملات میں ان کی بصیرت کی اعلیٰ ترین مثالیں موجود ہیں۔ صحابہ کرام حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس حاضر ہو کر اہم مسائل پر ان سے مشورہ کیا کرتے تھے، رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ خلفائے راشدینؓ بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مشورے لیتے۔

مفتی صاحب ! ایک یہ خدشہ عام ہے کہ اسلامی حکومت قائم ہوگی تو مردوں کی چار چار شادیاں کرنے کی کھلی چھٹی دی جائے گی۔ کیا واقعی یہی اسلام کی تعلیم ہے ؟

اس مسئلے کو آپ اپنے ذہن میں اس طرح واضح کریں کہ ایک ہوتی ہے اجازت اور ایک ہوتی ہے دعوت۔ تو اسلام ایک سے زاید شادیوں کی اجازت دیتا ہے لیکن دعوت نہیں دیتا۔ اس میں بہت فرق ہے۔ اجازت بعض معاشرتی مصلحتوں کی بنا پر دی جاتی ہے خیر ان کو میں فی الحال چھوڑتا ہوں۔ مجھے آپ یہ بتائیں کہ جب عورت اور مرد زندگی بھر کے بندھن میں بندھتے ہیں۔ ازدواجی زندگی کا آغاز کرتے ہیں تو نکاح ہوتا ہے نا ؟ تو یہ نکاح دونوں کی مرضی سے ہوتا ہے یا بغیر مرضی کے ؟ ظاہر ہے رضامندی لازمی ہے تو اب اگر ایک عورت یہ چاہتے ہوئے کہ اس مرد کی پہلی بیوی موجود ہے یہ سمجھتی ہے کہ اس کا اس کے گھر میں جانا رہنا گھریلو مصلحتوں کے مطابق ہے اور اس سے نکاح کرتی ہے تو پھر کرے۔ یہ تو عورت کے سوچنے کی بات ہے مرد پر پابندی ہوتے نہ ہوتے کا تو یہاں سوال ہی نہیں اگر کوئی عورت مرد سے اس بنا پر شادی کرنے سے انکار کرتی ہے کہ اس مرد کی پہلی بیوی بھی ہے تو اسے کوئی مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ اس سے شادی ضرور کرے۔ وہ آزاد ہے نہ کرے۔ کوئی جبر نہیں ہے۔

بعض خواتین یہ اعتراض کرتی ہیں کہ جو دوسری بیوی آرہی ہے۔ اس سے مرد نے کچھ وعدے وعید کیے ہونگے کہ میں تمہیں ہی بساؤں گا۔ پہلی کو اس کے گھر بھیج دوں گا

تمہیں ہر طرح کی سہولت ہو گی۔ وغیرہ، لیکن پہلی بیوی تو لاچار ہے۔ مرد تو دوسری بیوی لا رہا ہے۔ وہ ماننے نہ ماننے مجبور ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس طرح سے دوسری شادی کی اجازت اسلام میں نہیں ہے۔ وہاں تو عدل کی کڑی شرط ہے۔ اگر دو بیویوں کے درمیان عدل نہیں کر سکتا تو مرد کو ایک سے زاید شادیوں کی اجازت نہیں اور دوسری بات یہ ہے یہ تو بڑا ہی آسان معاملہ ہے۔ یہ جتنی عورتیں اس وقت گھروں میں پہلی بیوی کی حیثیت سے موجود ہے انہیں چاہیے کہ ملک کے سارے اخباروں میں رسالوں میں ایک اشتہار شائع کر دیں اور تمام غیر شادی شدہ خواتین سے اپیل کریں کہ خدا کے لیے جن گھروں میں ہم بطور بیوی موجود ہیں وہ ان گھروں میں دوسری بیوی کی حیثیت سے نہ آئیں، ان مردوں سے شادیاں نہ کرو جن سے ہماری شادیاں ہو چکی ہیں اور وہ تمام غیر شادی شدہ خواتین ان کی اپیل مان لیں، لہذا ایک سے زاید شادی ہونا خود بخود ناممکن ہو جائے گی۔ لیکن اب اگر ان کی اپنی بہن ہی ان کی اپیل نہ مانے اور پہلی بیویاں رکھنے والے مردوں سے شادیاں کر لیں تو پھر مردوں سے شکوہ کس بات کا۔ یہ تو عورتوں کا اپنا آپس کا معاملہ ہے۔

مفتی صاحب نے علم کے بارے میں فرمایا کہ یہ عورت اور مرد دونوں کا فرض ہے اور حق ہے انہوں نے کہا کہ ہم عورتوں کی ان مخصوص میدانوں میں اعلیٰ سے اعلےٰ تعلیم کا بندوبست کریں گے اور کوشش کریں گے کہ جن شعبوں میں خواتین کام کر سکتی ہیں انہیں کلی طور پر وہی سنبھالیں، کیونکہ بہر حال تعلیم دفتروں اور کارخانوں میں عورت اور مرد کا اس انداز سے اکٹھا کام کرنا کہ اس سے غیر اخلاقی ماحول پیدا ہو سکے اسلامی تعلیمات کے منافی ہے اور ان لعنتوں کو ختم کر دیں گے۔

عورت کی گھر میں حیثیت کے بارے میں مولانا مفتی محمود نے بتایا کہ عورت تو گھر کی ملکہ ہے۔ تمام اختیارات اس کے پاس ہوتے ہیں اور یہ سوچنا کہ اسے گھر کی لونڈی بنا دیا جائے گا بالکل غلط تعبیر ہے۔

اسلامی حکومت میں تو اسے اور بھی حقوق اور آزادی ملے گی کہ وہ اپنی مرضی سے گھر اور ملک میں اپنی ذمہ داریاں انجام دے اور خوش و خرم رہے۔

بھٹو صاحب سے خصوصی انٹرویو

لیلیٰ جان

اردو ڈائجسٹ میں جنرل ضیاء الحق صاحب کا انٹرویو پڑھنے کے بعد سوجھی کہ بھٹو صاحب کا انٹرویو کیا جائے۔ —— کوشش شروع کر دی۔ پتہ چلا کوٹ لکھپت جیل میں تھے۔ لیکن ضمانت پہ رہا کر دیئے گئے ہیں۔ جھٹ لاڑکانہ ٹیلی فون کیا دوسرے دن بارہ بجے دوپہر کا وقت طے ہوگیا۔ ہم نے تیاری کی اور اسٹیشن پہ جا پہونچے۔

دما دم مست قلندر —— انتظار کے ساتھ ساتھ کسی مکھی کی تلاش تھی، جیسی الطاف حسین قریشی صاحب کو انٹرویو کے لیے ہوائی سفر کے دوران ملی تھی، لیکن ہمیں انتہائی مایوسی اٹھانا پڑی۔ مایوسی کا یہ دورہ بھٹو صاحب کے ایئر کنڈیشنگ ڈرائنگ روم میں جا کر ٹوٹا، جب ایک خاص ملازم نے بڑے با ادب لہجے میں ہم سے کہا:

"صاحب ایک غیر ملکی وفد کے ساتھ مصروف ہیں۔ آپ کو چند لمحے انتظار فرمانا ہوگا —— آپ فرمائیں بلیک ہارس "BLACK HOURSE"، واٹ سکسٹی نائن VAT 69 یا دیسی ہی پینا پسند فرمائیں گے؟"

اوہ ہوں مجھے تو شکر والے ستو پلا دو۔ گرمی بہت زیادہ ہے۔

"ہی ہی اس کا مطلب ہے بیئر"

میں نے تردید کی تو وہ پھر بولا:

"مجھے افسوس ہے، ہم آپ کی یہ خواہش پوری نہیں کر سکیں گے۔"

اچھا تو پھر کوکا کولا ہی لے آؤ۔

کوک ملی تو خدا کا شکر ادا کیا، لیکن پیتے ہوئے خطرہ بھی محسوس ہو رہا تھا کہ:

"ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو کوک میں"

بھٹو صاحب تشریف لائے اور بیٹھتے ہی

آنکھ نیلم کی
بدن کانچ کا
دل پتھر کا

فرمایا کہ: "میں بہت تھکا ہوا ہوں۔ رات بھر ملاقاتیوں کی وجہ سے سو بھی نہیں سکا"

ایک دو انگڑائیاں لیں اور فرمایا:

"ذرا فریش ہونے کے لیے ایک گانا سن لیا جائے۔ اس کے بعد آپ کے سوالوں کے جواب زیادہ بہتر دیئے جا سکتے ہیں"

ہمیں اخلاقاً اثبات میں سر ہلانا پڑا اور انہوں نے ہاتھ بڑھا کر ٹیپ ریکارڈ آن کر دیا۔ موسیقی کے ساتھ ساتھ آوازیں ابھریں:

"ہُن شرابی، شرابی، ہُن شرابی"

قوالی ختم ہوتے ہی ان نے بڑے خوشگوار موڈ میں کہا: "فرمایئے جناب"

س : اس قوالی کی انتہائی پسندیدگی کی کیا وجہ ہے؟

ج : وجہ نہیں جی! وجوہات ہیں۔ لمبی داستانیں ہیں۔

س : تصویر میں اپنی بیگم صاحبہ کو صدر فورڈ کے ساتھ محوِ رقص دیکھ کر آپ نے کیا محسوس کیا؟

ج : یہ بڑے لوگوں کی روایات اور رواجات میں شامل ہے۔

س : کیا آپ سوشلزم کے حامی ہیں؟

ج : بالکل نہیں!

س : نظامِ مصطفےٰ کے؟

ج : جی ہاں! نظامِ مصطفےٰ کھر کے!

س : مسولینی اور ہٹلر کے متعلق آپ کے کیا جذبات ہیں —؟

ج : انتہائی انسان دوست اور جمہوریت پسند تھے۔ اس لیے میں ان کی انتہائی قدر کرتا ہوں۔

س : نو ستاروں والی شخصیات کے متعلق جذبات؟

ج : (شرما کر) اُف اللہ! ایسی باتیں نہیں کیا کرتے۔

س : حنیف رامے کے متعلق؟

ج : انتہائی بیوقوف انسانوں میں سے، جو سنہرے چانسز (CHANSES) سے فایدہ نہیں اٹھا سکتے۔

س : جنرل ضیاء الحق صاحب کے متعلق —؟

ج : ناں جی، مارے گا۔
س : چوہدری فضل الٰہی کے متعلق ۔ ؟
ج : اصیل گائے۔
س : کوثر نیازی ؟
ج : ٹہنی پہ بیٹھا ہوا میاں مٹھو۔
س : حفیظ پیرزادہ ۔ ؟
ج : گھڑے کی مچھلی۔
س : مختار اعوان ۔ ؟
ج : قربانی کا بکرا
س : صادق حسین قریشی ۔ ؟
ج : جنگلی کبوتر۔
س : مصطفےٰ کھر ۔ ؟
ج : "کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی"
س : آپ کے لیے کونسا لمحہ خوشگوار ہوتا ہے۔
ج : جب میں غریب عوام کو آسانی کے ساتھ بے وقوف بنا لیتا ہوں۔
س : آپ سرمایہ داروں کو بے وقوف کیوں نہیں بنا سکتے ؟
ج : سبھی پڑھے لکھے لوگ ہوتے ہیں۔
س : المناک لمحہ ؟
ج : جب مجھے شراب نہ ملے۔
س : پسندیدہ شخصیت ؟
ج : جسنہ شیخ - وجہ ؟
آنکھ نیلم کی بدن کانچ کا دل پتھر کا
اپنے شاہکار کو کون اتنی صفائی دیگا
س : جس سے آپ بہت خوفزدہ ہوں ؟
ج : فوج۔
س : آپ کی طاقت ؟
ج : جھوٹ ہی جھوٹ ۔
س : آپکی کمزوری ۔ ؟
ج : سکاٹ لینڈ کی شراب ۔
س : آپ کب تھکتے ہیں ۔ ؟
ج : جب نہ ملے "منہ کو لگی ہوئی"
س : دور اقتدار میں تنخواہ نہ لینے کی وجہ ۔ ؟
ج : اوپر سے ہی اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و کرم تھا۔
س : آپ کی سب سے بڑی ضرورت ؟
ج : اقتدار۔
س : جس سے آپ بہت متاثر ہوں ؟

ج : اس کا شوہر ناراض ہو جائے گا۔
س : ناقابل فراموش لمحہ ۔ ؟
ج : شملہ کانفرنس کا ہر لمحہ۔
س : جس لمحے نے آپ کو بہت زیادہ شرمندہ کیا ہو ۔ ؟
ج : جب مجھے اقتدار سے محروم کر کے نظربند کر دیا گیا۔
س : جس سے آپ بہت زیادہ نفرت کرتے ہوں ۔ ؟
ج : سلجھے ہوتے وفاداروں سے ۔
س : آپ کس کے خواب دیکھتے ہیں؟
ج : اقتدار کے ۔
س : پسندیدہ پھل ؟
ج : شراب کی گولیاں انگور
س : کوئی اور انتہائی پسندیدہ چیز ۔ ؟
ج : رُوم کے جُوتے ۔
س : پنجاب کے جوتے پسند کیوں نہیں کرتے ۔ ؟

ج : بہت بھاری ہوتے ہیں ۔
س : کبھی حلوہ کھانے کا اتفاق ہوا ؟
ج : بھلا شراب کے ساتھ حلوے کی کیا ٹھیک ہے ۔ ؟
س : پھر تو ضرور کھائی ہوگی ؟
ج : نہیں مجھے ہضم نہیں ۔۔۔ ہو ۔۔۔ ہو
۔۔۔ ہو ۔۔۔ تی ۔۔۔ ہی ۔۔۔ ی
۔۔۔ کھا کھا ۔۔۔ کھا کھا ۔۔۔
۔۔۔ کھی کھی ۔۔۔ کھا ۔۔

جب آنکھ کھلی تو ساتھ والی چارپائی پر لیٹا ہوا میرا دوست زور زور سے کھانس رہا تھا۔ ہم حیران رہ گئے یا خدا یہ ایک لمحے میں کیا سے کیا ہو گیا ۔ ؟

صورت حال جلد ہی سمجھ میں آگئی اور اپنے دوست جلی بھنی سنانے لگے کہ اچھے بھلے خواب کا ستیاناس کر دیا ـــــــ اور ہم بے چارے حیرانگی کے عالم میں ہیں گھور رہے تھے۔

انتخاب سے قبل احتساب

از سید عطاءُ الرحمٰن جعفری بی اے آنرز سیکرٹری مرکزی پارلیمانی بورڈ پاکستان

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل ضیاء الحق صاحب نے اپنی نشری تقریر میں ارشاد فرمایا ہے

۱۔ فوج بحالی جمہوریت کے وعدہ پر خلوص نیت سے قائم رہے گی۔

۲۔ عام انتخابات پرامن فضا میں ہونگے۔

۳۔ حالات کو جلد از جلد انتخابات کے لیے سازگار بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

۴۔ انتخابات سے قبل بدعنوان سیاست دانوں کا محاسبہ بہت ضروری ہے کیونکہ انتظامیہ کے مختلف شعبوں کو کرپٹ کرنے کے لیے اتنی غلاظت سامنے آئی ہے جسے بیان تک نہیں کیا جا سکتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ گذشتہ چھ برس کے دوران قومی کردار کو کھوکھلا کر دیا گیا، قومی معیشت تباہ کی گئی۔ عدلیہ کے وقار کو مجروح کیا گیا اور عوام کے خون پسینے کی کمائی ذاتی مفاد اور آرام پر خرچ پر خرچ کی گئی۔ جنرل ضیاء الحق نے بالکل درست فیصلہ کیا ہے کہ مجرموں کو سخت ترین سزائیں دی جائیں تاکہ آیندہ کوئی طالع آزما ملک کی قسمت سے کھیلنے کی جسارت نہ کر سکے۔

بھٹو کے مظالم کی داستانیں منظر عام پر آچکی ہیں اور بہت سے مظالم وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ منظر عام پر آجائیں گے۔ تاہم اب تک جو کچھ شائع ہوا ہے۔ اس بنیاد پر لوگ اپنی رائے قائم کر سکتے ہیں۔ اور جو لوگ بھٹو کے مظالم کی مذمت کے لیے تیار نہیں ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسٹر بھٹو کی جانب سے رشوت کے مواقع پیدا کرنے کے بعد ملک کو دونوں ہاتھ سے لوٹا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں رشوت کا عادی محض اس لیے بنایا گیا تھا۔ کہ اس طرح آمر کے ہاتھ مضبوط کیے جائیں۔ آمر رشوت کا بازار اس لیے گرم کرتے ہیں کہ لوٹ کھسوٹ سے جو طبقہ جنم لے وہ اپنی بقا اور اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے اپنے آقاؤں کی حمایت کرے۔ آمریت کی کوکھ سے جنم لینے والا یہ طبقہ جس میں کثیر تعداد غنڈوں کی ہوتی ہے اپنے اقتدار کو برقرار رکھنے کے لیے آمریت کا ساتھ دیتا ہے۔

بہر حال بھٹو کی کرتوتوں نے اپنے ملک کا تختہ الٹتے الٹتے اس جگہ پہونچا دیا ہے جہاں اصلاح احوال کے لیے سخت محنت درکار ہے۔ شہری ادارے تباہ ہو چکے ہیں اور ملک کی اقتصادیات کو سخت نقصان پہونچا ہے۔ اب جو حکومت برسر اقتدار آئے گی، اسے ملک کی اقتصادی، سیاسی، انتظامی اور سماجی حالت بہتر بنانے کے لیے زبردست محنت کرنی پڑے گی۔

جنرل ضیاء الحق صاحب نے بالکل درست فرمایا ہے کہ پاکستان تباہی کے کنارے آلگا ہے آپ غور کریں سابق وزیر اعظم کا پہلا کارنامہ

۱۔ پاکستان کے ٹکڑے کرنا۔

۲۔ شیخ مجیب کی اس طرح رہائی کہ وہ بھٹو کے لیے خطرہ نہ رہے۔

۳۔ پاکستان کی فوج ہوتے ہوئے ایک نئی فیڈرل سیکورٹی فورس بنانا۔

۴۔ ملک کی معیشت کو تباہ کرنا۔

اگر مسٹر بھٹو رومن بادشاہ نیرو کے جانشین ہیں تو بھی اس عزیز وطن کو مزید جلانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ بھٹو کا محل کیا تھا، ایک میکدہ تھا وہاں ایک کرسی تھی بڑی مضبوط کرسی۔ بہت اونچی کرسی، اہرام مصر جیسی۔ آہ کس شان کی کرسی تھی۔ اس پر جو بیٹھتا پھر اترتا نہیں تھا۔ اتارا جاتا تھا۔ واہ ری قسمت اب کی دفعہ لاکھ دلوار دار، کو مضبوط کرایا۔ دروازوں کو سیسہ پلوایا۔ راہ داریوں میں کرنٹ دوڑائے۔ بیقراریوں میں خود دوڑے، مگر آفی آکے رہتی ہے ایسا بھیانک طوفان آیا کہ سب کچھ بہہ گیا۔

سیل حوادث کے سامنے کیا ٹھیرتا کوئی
مضبوط تھے مگر در و دیوار بہہ گئے

جنرل ضیا صاحب کا یہ فرمان بھی بالکل درست ہے "محاسبے سے پہلے انتخاب کرانا ایک نئے بحران کو دعوت دینا ہے اور سات کروڑ عوام سے دشمنی ہوگی"

سابقہ حکومت کے بیشتر ارکان چونکہ اپنے کردار کی وجہ سے اب انتخاب کے لیے نا اہل قرار دیئے جانے سے خائف ہیں۔ اس لیے اب انہوں نے انتخاب کی بجائے انقلاب کا نعرہ بلند کرنا شروع کر دیا ہے۔ جس انقلاب کی وہ باتیں کرتے ہیں۔ وہ صرف خونی انقلاب ہو سکتا ہے۔ اس طریقہ سے وہ اپنے مذموم مقاصد میں کامیابی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ تاکہ وہ افراد جن کی بداعمالیوں کے باعث افواج پاکستان کو مداخلت کرنا پڑی محاسبے سے بچ جائیں۔ سابقہ حکمرانوں اور ان کے معاونوں کا

رویہ یہ ہے کہ اگر وہ برسراقتدار نہیں آئے تو ان کو پرواہ نہیں کہ پاکستان میں کیا ہوتا ہے۔

انتخابات میں التوا ہونے سے ملک میں سیاسی ماحول کی مکمل تطہیر ہوگی۔ اللہ کا شکر ہے کہ قومی اتحاد نے اپنی جدوجہد میں ایک منزل کامیابی حاصل کر لی ہے۔ ملزموں کو احتساب کے لیے عدالتوں کے دروازوں تک لے آئے ہیں۔ اور اب محض بحالی جمہوریت کا مسئلہ درپیش ہے۔ انتخابات میں مختصر سی تاخیر سے سنجیدہ طبقہ کو کوئی تشویش نہ ہوگی پرامن اور پرسکون ماحول میں ہر شہری آزادانہ طور پر رائے شماری میں حصہ لے گا اور یہی آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کی اوّلین شرط ہوتی ہے۔

توقع ہے کہ اپریشن کا عمل طویل نہیں ہوگا عدالتیں جو معرض وجود میں آئیں گی ہر روز کارروائی کریں گی امید واثق ہے کہ عدالتیں عوام کو مایوس نہیں ہونے دیں گی اور جلد جلد فیصلے کر کے اپنی اعلیٰ روایات کو قائم رکھیں گی۔ محاسبہ کے عمل میں تاخیر نقصان دہ ہوگی جہاں تک عوام کا تعلق ہے۔ وہ محاسبہ کی کارروائی سے پوری دلچسپی رکھتے ہیں اور ان کے لیے اس سے بہتر اور کوئی بات نہیں ہو سکتی کہ پولنگ سے قبل انہیں یہ بات معلوم ہو جائے کہ جو لوگ ان کے ووٹ حاصل کرنے کے امیدوار ہیں ان کا نامہ اعمال کس قسم کے واقعات، وارداتوں یا کارناموں سے مزین ہے۔ بدعنوان حکمرانوں کی بد اعمالیوں کے محاسبہ کے عمل کو منطقی نتیجہ تک پہونچانے کے لیے انتخابات کا التوا ناگزیر ہے لیکن عوام چاہتے ہیں کہ محاسبہ کا عمل تیز تر ہو اور جلد اختتام پذیر ہو۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جنرل ضیاء الحق انتخابات کے عمل کی تکمیل کر کے عوام کے منتخب نمائندوں کو حکومت سونپ دیں گے، تاکہ اس سرزمین پر جمہوریت کا سورج طلوع۔ اقتدار جب علماء کے حوالے کر دیا جائے گا تو وہ پاکستان میں

نظام مصطفےٰ ہی

نافذ کریں گے اور اسلام کی ضیا پاشیوں سے وطن جگمگا اٹھے گا انشاء اللہ اور طاغوتی طاقتوں کا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو جائے گا۔

بقیہ حصولِ اقتدار کے لیے

بالآخر ــــــ سندھ اسمبلی کو اردو اور سندھی دونوں زبانوں کی سرکاری حیثیت تسلیم کرنا پڑی۔

بلوچستان میں قادیانیوں کے خلاف تحریک

اسباب:- ★ مرزائیوں نے تحریف شدہ قرآن تقسیم کیے۔

تحریک:- فورٹ سنڈیمن سے یہ سازش شروع ہوئی اور پورے صوبے تک پہنچنے نہ پائی تھی کہ ناکام بنا دی گئی

اس تحریک کے علمبردار جمعیتہ علماء اسلام صوبہ بلوچستان کے جوان سال امیر صوبائی اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر مولانا شمس الدین شہید تھے مولانا شمس الدین نے ایک نہایت منظم اور زوردار طریقے سے اس تحریک کا آغاز کیا۔ جس میں آپ کے علاوہ مولانا محمد اسحٰق مولانا رحمت اللہ مولوی محمد احمد شاہ صوفی محمد علی، حافظ عبدالغفور اور مولوی عبدالرحمٰن قابل ذکر ہیں۔

اس تحریک میں جمعیتہ علماء اسلام، نیپ اور پشتون خواہ نیپ کے علاوہ مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان نے نمایاں کردار ادا کیا۔

آٹھ روز تک فورٹ سنڈیمن شہر میں مارکیٹیں ٹرانسپورٹ، اور بازار بند رہے۔

درجنوں علماء اور سینکڑوں عوام گرفتار ہوئے۔ ★ شہر کا مکمل انتظام مجلس عمل کے ہاتھ میں تھا۔

عوام کے شدید ردّعمل کے باعث مولانا شمس الدین رہا ہوئے بعد ازاں جب انہیں اغوا کیا گیا تو تو مولانا کی پراسرار گمشدگی کا سوال نیشنل اسمبلی میں بھی اٹھا اور اس اقدام نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔

مطالبات:-

★ ضلع ژوب سے مرزائیوں کا فوری انخلاء

★ تمام گرفتار شدگان کی غیر مشروط رہائی۔

★ مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے۔

اس تحریک میں ۲۹ سالہ مولانا شمس الدین اور ان کے خاندان کا کردار مثالی رہا۔ اس کے باعث مولانا موصوف پوری حکومت کی نگاہوں کا کانٹا بن گئے۔ بالآخر ــــــ ژوب سے مرزائیوں کا انخلا شروع ہوا۔ گرفتار شدگان رہا کر دیے مولانا شمس الد

حصولِ اقتدار کیلئے انسانیت کش ہتھکنڈے

------ کرتا ماں ملاتے جایئے

یہ ۱۹۷۰ء کی بات ہے

صدر یحییٰ خان نے دسمبر کو عام انتخابات کا اعلان کر دیا۔

جمعیتہ علماء اسلام، جماعت اسلامی، نظام اسلام پارٹی، مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی الیکشن میں حصہ لے رہی ہیں اول الذکر جماعتوں نے ملک کے مغربی اور مشرقی دونوں حصوں اپنے نمائندے کھڑے کئے جبکہ آخر الذکر پارٹی نے صرف مغربی پاکستان سے امیدوار نامزد کئے .... دوسری جانب شیخ مجیب الرحمٰن نے بھی صرف مشرقی پاکستان کے الیکشن میں حصہ لیا۔

مسٹر ذوالفقار علی بھٹو طوفان کی طرح آ رہے ہیں، وہ انسانوں کے سمندروں میں غوطہ زن ہیں، دعوؤں اور نعروں کی گھن گرج ہے۔

آج ۸ دسمبر ۱۹۷۰ء ہے مغربی پاکستان سے پیپلز پارٹی اور مشرقی پاکستان سے عوامی لیگ بھاری اکثریت سے کامیاب ہوگئیں۔

تقریباً سوا دو ماہ بعد ۱۳ فروری ۱۹۷۱ء کو مسٹر بھٹو نے ایک بیان جاری کیا:- پیپلز پارٹی منتخب نمائندوں کو اقتدار کی منتقلی جلد از جلد چاہتی ہے۔ اس لئے قومی اسمبلی کا اجلاس جلد از جلد بلایا جائے۔

۱۴ فروری کو یحییٰ خاں نے ۳ مارچ کو قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کر لیا۔

مسٹر بھٹو نے اگلے روز بیان جاری کیا کہ ہمیں ۳ مارچ کو اجلاس بلائے جانے پر کوئی اعتراض نہیں (مساوات ۱۵ فروری ۱۹۷۱ء)

ایک مبصر اور سیاست دان کا عندیہ بھی یہی ہو سکتا ہے کہ جمہوری روایات کے عین مطابق مسٹر بھٹو اور شیخ مجیب کو اقتدار کی منتقلی فی الفور ہونی چاہیئے تھی اس سلسلے میں شیخ مجیب نے بھی ایک بیان جاری کیا۔ کہ اگر اقتدار منتقل نہ کیا گیا تو دس لاکھ انسانوں کی قربانی پیش کر دی جائے گی۔

بظاہر یحییٰ خاں میخوارہ کا نامعلوم وجوہ کی بنا پر تاخیر کر رہا تھا مگر حالات کا رخ بتاتا ہے کہ مسٹر بھٹو نے ان سے مل کر کس سازش کو جنم دیا جس کے مطابق بڑی عجیب و غریب افواہوں کا شور اٹھا۔ کسی نے کہا بھٹو وزیر اعظم بننا چاہتے ہیں کہیں سے آواز آئی یحییٰ خاں مجیب کو ختم کر کے اور بھٹو کو اپنا ہمنوا بنا کر خود حکومت چلائیں گے۔ اس سے قبل چنانچہ یحییٰ خاں تمام سابقہ روایات کے خلاف لاڑکانہ میں مسٹر بھٹو کے مہمان رہے۔ جنرل حمید، جنرل پیرزادہ اور جنرل گل حسن نے بھی سیاسی بات چیت میں حصہ لیا ایسا معلوم ہوتا ہے ادھر سے یحییٰ خاں کو وفاداریوں کا یقین دلایا گیا اور ایک مشترکہ پروگرام پر دونوں کا سمجھوتہ ہوگیا۔

بغور دیکھئے کہ اس اثنا میں یحییٰ خاں جب مشرقی پاکستان سے واپس آنے لگے تو گورنر احسن نے اقتدار کی منتقلی سے متعلق ان کا کیا ہوا وعدہ یاد دلایا تو وہ برہم ہوگئے اور یہ تک کہہ گئے کہ ملک میں تین قوتیں ہیں۔ فوج، عوامی لیگ، اور پیپلز پارٹی۔

۱۴ فروری ۱۹۷۱ء کو بھٹو یحییٰ ملاقات ہوئی۔ اگلے روز ـــــــ مسٹر بھٹو نے پشاور میں قیوم خاں اور مفتی محمود سے ملاقات کی ولی خاں کی ملاقات کے لئے وہ شاہی باغ گئے ان سے ملاقات کے دوران مسٹر بھٹو نے کہا۔ میں قومی اسمبلی کا بائیکاٹ کر رہا ہوں کیا تم بھی بائیکاٹ کرو گے۔

ولی خاں نے جواب دیا۔ میں حیران ہوں کہ آپ کل یحییٰ خاں سے مل کر آئے ہیں۔ اور آج آپ بائیکاٹ کر رہے ہیں ـــــــ

بھٹو گویا ہوئے، شیخ مجیب ہماری بات نہیں مانتا اور مغربی پاکستان کو اپنا غلام بنانا چاہتا ہے۔

۲۲ر فروری کو پاکستان کی صدارتی کابینہ توڑ دی گئی اس موقعہ پر یحییٰ خاں نے قومی اسمبلی کا اجلاس ملتوی کرنے کا اعلان کر دیا۔ مشرقی پاکستان کے گورنر نے (جو ان دنوں اسلام آباد آئے ہوئے تھے) اجلاس کے التوا پر ایک خون ریز ہنگامے کی نشاندہی کی اور متنبہ کیا کہ فسادات کی آگ ایسی بھڑکے گی کہ ہماری فوج بھی اس پر قابو نہ پا سکے گی یحییٰ خاں نے کہا مجھ سے کیا کہتے ہو جاؤ۔ بھٹو سے جا کر سمجھاؤ چنانچہ یہ دونوں اصحاب راولپنڈی سے کراچی گئے مگر وہ اسمبلی کے اجلاس میں شرکت پر آمادہ نہ ہوئے۔

(اردو ڈائجسٹ فروری ۷۲ء)

چونکہ اسمبلی کا اجلاس ڈھاکہ میں ہونا قرار پایا تھا اس لئے اپنے ارکان کو متنبہ کرتے ہوئے مسٹر بھٹو نے لاہور کے جلسہ عام میں کہا مغربی پاکستان کے جو ارکان اسمبلی میں جانا چاہیں پیپلز پارٹی کے ارکان ان سے انتقام لیں۔ اگر ہماری پارٹی کا کوئی رکن ڈھاکہ گیا تو اس کی ہڈیاں توڑ دی جائیں گی۔ مسٹر بھٹو نے کہا جو لوگ ڈھاکہ جا رہے ہیں وہ ایک طرف کا ٹکٹ لے کر جائیں اور واپسی کا ٹکٹ نہ لیں۔

(روز نامہ مشرق یکم مارچ ۷۱ء)

قومی اسمبلی کے اجلاس کے التواء کا باقاعدہ اعلان یکم مارچ کو ہوا۔ اس سے چوبیس گھنٹے قبل شیخ مجیب کو مطلع کر دیا۔

قومی اسمبلی کی بساط لپیٹ دینے کے ساتھ ہی سرکاری طور پر ایم ایم احمد نے ایک مبسوط رپورٹ تیار کی جس میں اعداد و شمار سے ثابت کیا گیا تھا۔ کہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی سے مغربی پاکستان کی معیشت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

۲۷ر فروری کو سردار شوکت حیات کو میجر جنرل عمر نے بتایا کہ اب مشرقی پاکستان کا خیال چھوڑ دو وہ ایک بڑی سازش کا اکھاڑہ بن چکا ہے۔

شیخ مجیب کو طاقت کے ذریعے ہٹا کر مسٹر بھٹو کو آگے لانے میں اور ایڈمرل حسن رکاوٹ بن گئے وہ خون ریز ہنگامے کے قائل نہ تھے۔

یکم مارچ کی شام کو انہیں سبکدوشی کے احکام موصول ہو گئے

جنرل صاحبزادہ کو ۴ر مارچ کو ڈھاکہ میں حکم ملا کہ طاقت کا استعمال کر کے تحریک کو کچل ڈالو، انہوں نے اسی وقت استعفیٰ دے دیا۔

جنرل بہادر شیر کو مشرقی پاکستان بھیجنے کے لئے حکم ہوا تو انہوں نے صاف انکار کیا۔ نگاہ انتخاب جنرل ٹکا خاں کی طرف اٹھی اور انہوں نے ۷ر مارچ کو ڈھاکہ کی کمان سنبھال لی۔

۱۳ر مارچ ۷۱ء کو یحییٰ خاں چند فوجی آفیسرز اور حکام کے ساتھ کراچی سے ڈھاکہ پہنچے۔

۱۵ر مارچ ۷۱ء کو کراچی میں مسٹر بھٹو نے کہا "ادھر تم ادھر ہم"

۱۸ر مارچ ۷۱ء کو مسٹر بھاشانی نے کراچی میں بھٹو کے اسی مندرجہ بالا بیان کی تائید کا اعلان کیا۔

۲۰ر مارچ کو ڈھاکہ ۲۲ میل دور دیو پور میں فوج اور شہریوں کے درمیان تصادم ہو گیا یہاں کے پورے علاقے میں کرفیو نافذ کر دیا گیا۔

اگر صدر یحییٰ خاں نے اقتدار منتقل نہ کیا تو ملک سنگین حالات سے دوچار ہو جائے گا۔ (روز نامہ امروز ۲۶ر مارچ)

صدر یحییٰ نے ۲۷ر مارچ کو پورے ملک میں جلسے و جلوس پر پابندی لگا دی اور مشرقی پاکستان کو فوج کی حاکمیت میں دے دیا۔ مشرقی حصہ کو فوج کے سپرد کروا کر اسی روز شام کو مسٹر بھٹو نے کراچی کر کہا:۔

"خدا کے فضل و کرم سے ملک بچ گیا" (روز نامہ جاوداں ۲۷ر مارچ ۱۹۷۱ء)

دیکھتے دیکھتے بنگالیوں اور فوجیوں کی لڑائی شروع ہو گئی بھارتی فوج بھی کمانڈر انچیف مانک اور جنرل اروڑہ کی قیادت میں مشرقی پاکستان پر ٹوٹ پڑی۔ (روز نامہ مشرق ۲۳ر نومبر ۷۱ء)

ہمیں سلامتی کونسل میں جانے کی جلدی نہیں کرنی چاہیے۔ مسٹر بھٹو، روز نامہ جسارت کراچی ۲۵ر نومبر ۱۹۷۱ء

بنگال میں آگ لگ چکی تھی، ڈھاکہ کی آبادی میدان بن رہی تھیں خون ہی خون، اور آہیں ہی آہیں تھیں ایک شخص کی ملی بھگت نے شیخ مجیب الرحمٰن کو راستے سے ہٹا کر خود اقتدار پر طاقت کے ذریعے قبضہ کرنے کے لئے... ۲۵ لاکھ بنگالیوں کا خون بہہ چکا تھا۔ بعض نے ۱۰ لاکھ

اور ایک روایت کے مطابق ۔ ۴ لاکھ افراد شہید ہوئے ۔

صدر یحیٰی نے بھٹو کو نائب وزیر اعظم اور وزیر خارجہ نامزد کر دیا ۔ (۸ دسمبر ۱۹۷۱ء روزنامہ نوائے وقت)

مسٹر بھٹو بحیثیت وزیر خارجہ نیویارک روانہ ہو گئے ۔ انہوں نے پشاور کے ہوائی اڈے پر اس عزم کا اظہار کیا کہ ہم ہزار سال تک لڑیں گے ۔

پاکستان کے نائب وزیر اعظم اور وزیر خارجہ کل رات نیویارک پہنچے اور انہوں نے اقوام متحدہ کے اعلیٰ مندوبین سے بات شروع کرنا تھی مگر علالت کے باعث انہوں نے ملاقاتوں کا پروگرام ملتوی کر دیا ۔

آج سرکاری طور پر بتایا گیا کہ مشرقی محاذوں اور مختلف مقامات پر گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے ۔ (روزنامہ نوائے وقت ۱۲ / دسمبر

مسٹر بھٹو کل اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری جنرل اوتھان سے ملاقات کریں گے کیونکہ آج بھی ان کی طبیعت ناساز رہی ۔

(روزنامہ مساوات ۱۳ / دسمبر ۱۹۷۱ء)

اقوام متحدہ ۔ پاکستان کے نائب وزیر اعظم اور وزیر خارجہ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے کل رات سلامتی کونسل کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے گرجدار آواز میں اعلان کیا کہ ہم ہزار سال تک لڑیں گے ۔ مسٹر بھٹو نے میز پر ہاتھ مار کر اپنے موقف کی وضاحت کی کہ مجھے اب بھی اُمید ہے کہ پاکستان اور بھارت کے تعلقات دوستانہ رہیں گے ۔ اگر ڈھاکہ پر بھارت کا قبضہ ہو جاتا ہے تو کیا ہے جنگ میں شکست بھی ہو جائے تو ملک تباہ نہیں ہو جاتا ۔

(روزنامہ مساوات ۱۴ / مارچ لاہور)

اقوام متحدہ ۔ سلامتی کونسل کے اجلاس سے مسٹر بھٹو نے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ مشرقی پاکستان پر بھارت کا قبضہ ہونے دو مغربی پاکستان کو بھی جانے دو لڑنا پڑا تو ہم ایک ہزار سال تک بھی لڑیں گے ۔ تقریر ختم کرتے ہی جناب بھٹو نے اجلاس کا ایجنڈا پھاڑ دیا اور اپنے وفد کے ساتھ اجلاس سے واک آؤٹ کر گئے ۔

(۱۶ / دسمبر ۱۹۷۱ء مساوات

بھارتی فوجیں ڈھاکہ میں داخل ہو گئیں ۔ (روزنامہ مشرق لاہور ۱۷ / دسمبر

مسٹر بھٹو نے صدر نکسن اور امریکی وزیر خارجہ ولیم راجرز سے ملاقات کی (روزنامہ مشرق ۲۰ / دسمبر)

راولپنڈی ۔ مسٹر بھٹو راولپنڈی پہنچ گئے ۔ استقبال کرنے والوں میں امریکی سفیر ، جوزف فارلینڈ بھی تھے ۔ مسٹر بھٹو ایوان میں پہنچتے ہی صدر یحیٰی کے کمرہ میں گئے ۔ یحیٰی خاں چلتا تھا تو مسٹر بھٹو پیچھے پیچھے تھے ۔ کیبنٹ سیکرٹری مسٹر غلام اسحٰق نے خط نکال کر مسٹر بھٹو کے سامنے رکھا مسٹر بھٹو نے اس پر دستخط کئے پھر جناب بھٹو نے یحیٰی خاں سے مصافحہ کیا ۔ مسٹر بھٹو نے صدر اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کا حلف اٹھا لیا ۔ مسٹر بھٹو ایوان سے نکلے تو ان کی کار پر صدر کا جھنڈا لہرا رہا تھا ۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۱ / دسمبر ۱۹۷۱ء)

۱۴ / اگست ۱۹۷۳ء کی قومی اسمبلی میں کی گئی مسٹر بھٹو کی تقریر کا ایک ٹکڑا ملاحظہ ہو ۔

برصغیر میں دو مسلم ریاستیں قائم کرنا چاہتے تھے ان کا مشن صحیح معنوں میں ۱۶ / دسمبر ۱۹۷۱ء کو پورا ہوا ۔ اب دو مسلم ریاستیں وجود میں آچکی ہیں ہمیں قائد اعظم کی آرزو کے مطابق بنگال کی آزادی کا آگے بڑھ کر خیر مقدم کرنا چاہیئے ۔ "

اس پر ولی خاں نے کہا :

" ہمیں اس سے آدھی بات کہنے پر غدار کہا جاتا رہا ۔ (اردو ڈائجسٹ ستمبر ۱۹۷۲ء)

ان تمام کڑیوں کو ملایئے نہایت غور و تدبر سے سوچیئے کہ کہیں یحیٰی خاں سے ملی بھگت کر کے وزیر اعظم بننے کے لئے شیخ مجیب (ڈکٹیٹ کے نمائندے) کو طاقت سے کچلنے کا رول ادا کر کے پونے تین لاکھ انسانوں کی لاشوں سے گزر کر جو انسان اقتدار کی مسند پر براجمان ہوتا ہے وہ کیونکر انسانیت کے دکھوں کا مداوا کر سکتا اور کسی وطن و قوم کی بہتری کے لئے ایک لمحہ بھی اپنی کرسی کو قربان کر سکتا ۔

ے بربادی چمن میں یقیناً اسی کا ہاتھ ہیں شاخوں پہ انگلیوں کے نشان دیکھتا ہوں

مسٹر بھٹو کے دور کی سیاسی اور مذہبی تحریکیں

سنہ ۷۳ء کی فوجی سازش

اسباب

- بھٹو یحییٰ کی ملی بھگت سے مشرقی پاکستان میں پاکستانی فوج کو بدنام کرنے کی بین الاقوامی سازش ہوئی تھی۔
- جن لوگوں نے ایک ملک دو ٹکڑے کیا تھا وہی برسر اقتدار تھے اور انہیں کوئی پوچھنے والا نہ تھا۔
- ۹۴ ہزار فوج اور ۵۰ ہزار سویلین ہندو کی جیلوں میں نظر بند سسکیاں لے رہے تھے۔
- لاکھوں بنگالیوں کے قتل عام کے ذمہ دار افراد سے باقی ماندہ پاکستان کو تباہ کرنے کا خطرہ شدید تھا۔
- معاشی، اقتصادی، اخلاقی اور سیاسی لحاظ سے ملک تباہی کی طرف جا رہا تھا۔

ان اسباب وعلل کے باعث پاکستانی فوج کے باغیرت اور جرأت مند افراد سروں پہ کفن باندھ کر میدان میں نکلے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پاکستان کو ظالم حکمرانوں سے نجات دینے کے لئے ایک لائحہ عمل پر متفق ہوئے۔ مسٹر بھٹو کی حکومت کا تختہ الٹنے کی اس سازش میں فوج کے اکیس افسر شامل تھے یہ سازش قبل از وقت پکڑی گئی اور اکیس افراد پر غداری کا مقدمہ چلا کر مندرجہ ذیل سزائیں سنائی گئیں۔

بریگیڈیئر ریٹائرڈ فرخ بخت علی F-B-A	۱۴ سال	میجر نادر پرویز	سات سال
کرنل علیم آفریدی	۱۴ سال	کرنل بریگیڈیئر واحد علی شاہ	۵ سال
میجر فاروق آدم	۱۰ سال	کرنل ہمدانی	۵ سال
میجر آصف شفیع	۷ سال	میجر سعید ملک	۵ سال
میجر ایاز	۵ سال	کرنل اعظم	۵ سال
کیپٹن سرور اظہر (جنرل اظہر کا صاحبزادہ)	۳ سال	میجر افتخار آدم	۵ سال
کرنل افضل مرزا	۲ سال	میجر نصر اللہ	۴ سال
کرنل افتخار ـــــ اور بریگیڈیئر عتیق	معطل	میجر منیر رفیق	۳ سال

میجر سجاد اکبر، میجر فاروق نواز اور اشتیاق آصف کی ترقی روک دی گئی ایک اطلاع کے مطابق بعد ازاں انہیں فوج سے نکال دیا گیا۔ ان میں میجر طارق پرویز واحد شخص ہیں جو بری ہوئے۔

تحریک ختم نبوت

اسباب: ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ کے اسٹیشن پر مرزائیوں نے چناب ایکسپریس میں سوار نشتر کالج ملتان کے طلباء پر حملہ کیا، بیشتر طلباء زخمی ہوئے ـــــ اس سانحے کی آگ پورے ملک میں پھیل گئی۔

★ اس اثنا میں قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ ہوا۔

★ حکومت سے قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کا مطالبہ کیا جو اس تحریک کی روح تھی

★ مسٹر بھٹو کی حکومت نے ہر قسم کی سختی سے اس تحریک کو کچلنے کی کوشش کی مگر تحریک کا ہر دن جذبات کا امڈتا ہوا سیلاب لے کر طلوع ہوتا تھا۔

★ قریباً ۸۷ ہزار جلسے ہوئے اور ۱۳ ہزار جلوس نکلے۔

★ ۲۳ ہزار افراد گرفتار ہوئے۔

★ ایک اندازے کے مطابق ۲۷ مسلمان شہید اور تین سو کے قریب زخمی ہوئے۔

★ علماء صلحا، وکلاء اور طلباء حتیٰ کہ مسلمانوں کے ہر مکتبہ فکر نے اس تحریک میں نمایاں حصہ لیا۔

★ بالآخر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو مسٹر بھٹو نے گھٹنے ٹیک دیئے اور قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

★ اس تحریک کے آغاز میں تمام مسلمانوں کی متفقہ تنظیم مجلس عمل ختم نبوت کے نام سے بنائی گئی جس کے سربراہ مولانا محمد یوسف بنوری اور سیکرٹری جنرل علامہ محمود احمد رضوی قرار پائے تھے

★ یکم ستمبر ۱۹۷۴ء کو شاہی مسجد لاہور میں اس تحریک کے حق میں ایک تاریخی جلسہ ہوا جو اس تحریک کے لئے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

تحریک بحالی جمہوریت

اسباب

★ بلوچستان اور سرحد میں آئینی وزارتوں کا خاتمہ۔

★ ہنگامی حالت، تحریر و تقریر پر پابندی، جھوٹے مقدمات، بے جا تشدد۔

★ بلوچستان میں فوج ہی فوج

★ ایف ایس ایف کا سیاسی سرگرمیاں کچلنے کے لئے ناجائز استعمال

★ اشیائے صرف کی آسمانوں سے باتیں کرنے والی قیمتیں،

تحریک کا غازہ نمودار ہوتا ہے

★ متحدہ جمہوری محاذ نے ۲۴ اگست ۱۹۷۳ء تک مندرجہ الزامات کی تلافی کا الٹی میٹم دیا

بالآخر ۲۵ اگست سے سول نافرمانی کا اعلان کر دیا گیا۔

★ ہر بڑے شہر سے روزانہ ۶ آدمی گرفتاریاں پیش کرتے، اس تحریک میں لاہور اوّل نمبر پر رہا۔

★ مذکورہ تحریک میں سیاسی لیڈروں میں سب سے زیادہ تشدد کا نشانہ مندرجہ ذیل افراد بنے۔

ملک محمد قاسم جنرل سیکرٹری پاکستان مسلم لیگ، میاں طفیل محمد امیر جماعت اسلامی پاکستان، جناب قسور گردیزی نیشنل عوامی پارٹی، قاری نور الحق ایڈووکیٹ جنرل سیکرٹری جمعیتہ علماء اسلام پنجاب، رانا نذر الرحمٰن، جاوید ہاشمی، حبیب جالب، جناب اشرف خان خاکسار تحریک،

★ محنت کشوں کے لیڈر رانا محمود نے اس تحریک میں سب سے طویل نظر بندی کی صعوبت اٹھائی۔

دوسری سطح کے رہنماؤں میں جناب مولانا سلیم اللہ قادری جمعیتہ علماء پاکستان، مولانا شیر محمد جمعیتہ علماء اسلام، جناب احسان وائیں ایڈووکیٹ (نیپ)، طارق محمود (جمعیتہ علماء پاکستان)، نیاز محی الدین (مسلم لیگ)، جناب عرفان احمد انصاری (مسلم لیگ)، بشیر خاں، مولانا فیض القادری قابل ذکر ہیں۔

★ ایک اندازے کے مطابق اس تحریک میں ۹ ہزار افراد گرفتار ہوئے۔

★ تحریک بحالی جمہوریت میں جماعت اسلامی شریک نہ تھی کیونکہ جماعت کے تمام کارکن ۱۹۷۳ء کے سیلاب زدگان کی امداد میں تن دہی سے مصروف تھے

★ وکلاء کی کثیر جماعت اس تحریک میں شریک ہوئی۔

★ طلباء تنظیموں میں سب سے زیادہ قربانی جمعیتہ طلباء اسلام نے پیش کی۔

ہلال کمیٹی کا رُخ روشن

از: پروفیسر محمد اسماعیل خان سیفی۔ پشاور

جب سے عید کے چاند نے چہرہ دکھایا ہے آئے دن اخبارات میں کچھ نہ کچھ آتا ہی رہتا ہے۔ ابھی چند دن ہوئے پروفیسر امتیاز احمد سعید کا مضمون ۲۲ ستمبر کے نوائے وقت میں نظر سے گذرا۔ انہوں نے خوش اسلوبی سے ایک جامع جائزہ پیش کیا لیکن روایتی تعریف جیسا یک رخا کاوش تصویر کے دونوں رُخ اور چاند کے دونوں کونوں پر نگاہ رکھتے اس طرح انہوں نے اپنے ایک دقیع مضمون میں بلیغ کوشش کی کہ مرکزی کمیٹی کے طرزِ عمل کو جائز ٹھہرائیں

اگر اجازت دی جائے تو میں اس سلسلہ میں دوسرے رُخ کی پردہ کشائی کے ساتھ ساتھ چند تجویزیں، بعض حقائق اور کچھ معروضات پیش کرنے کی جسارت کروں۔

ہمارا مقصد کمیٹی کی اہمیت سے اعراض یا اس کے محترم ممبروں پر اعتراض قطعاً نہیں بلکہ اس کے طریقِ کار میں جو کوتاہیاں ہیں ان کی اصلاح مطلوب ہے ظاہر ہے کہ کمیٹی کی تشکیل جس جذبہ سے ہوئی تھی، وہ اسلامی وسماجی تقریبات کے اختلافِ ایام کو یک رنگ وہم آہنگ کرنا تھا۔ لیکن کمیٹی کی موجودگی کے باوصف اگر وہ اختلاف جوں کا توں قائم رہے تو پھر وہی جذبۂ تشکیل تقاضا کرتا ہے کہ از سرِ نو غور کیا جائے۔

اسلامی تقاریب علاقائیت میں محدود نہیں بلکہ آفاقیت کا پھیلاؤ رکھتی ہیں۔ اس لیے ہمیں اسی وسعتِ نظر سے جائزہ لینا ہوگا۔ اب کے عالم اسلام میں عید تین مختلف دنوں سے شروع کی گئی۔ اکثریت نے بدھ کے دن ابتدا کی۔ بہتوں نے جمعرات سے آغاز کیا۔ بعض نے جمعۃ المبارک کو منائی۔ پہلے اور دوسرے دن کا جھگڑا تو معمول تھا ہی اب تیسرا دن بھی آ شامل ہوا۔ اس صورت حال میں جب دلِ دردمند مرکزیت کا شیرازہ بکھرتا اور اجتماعیت کے برگ و بار منتشر پاتا ہے تو شدت احساس اس کے سامنے واقعات و حالات کی کڑیاں یوں کھولتی ہے

اس دفعہ مرکزی کمیٹی نے پونے آٹھ کی خبروں میں یوں اعلان کروایا کہ ملک کے کسی حصے میں بھی چاند نظر نہیں آیا۔ اندازہ ہوتا ہے کہ اس ذمہ دار ادارے نے سات سوا سات بجے ہی بوریا بستر سمیٹ لیا ہوگا۔ جب کہ چاند دیکھنے والے اس وقت چاند کی تلاش، افطاری کی فکر، نماز مغرب کے اہتمام، کھانے کی مصروفیت کے علاوہ نمازِ عشا کی تیاری کے مختلف النوع فریضوں میں سرگرداں ہوتے ہیں وہ لمحہ بھر بھی ضائع کریں تو سارا ٹائم ٹیبل ہل جاتا ہے۔ نماز عشا کے بعد وہ اس مقام کا رُخ کرتے ہیں جہاں گواہی لی جاتی ہے۔ یہ کام اگر بہت ہی جلد نمٹیں تو نو بجے سے قبل ممکن نہیں۔ اس کے بعد جب گواہوں کی پیشی اور جرح کا سلسلہ شروع ہوتا ہے تو دو تین گھنٹے کہیں گئے نہیں کش مکش کے اس عالم میں مقامی علما بھی گیارہ بجے سے قبل اعلان کی پوزیشن میں نہیں ہوتے۔ تو وہ مرکزی کمیٹی جو انہی کی شہادتوں کے انتظار میں ہوتی ہے پونے آٹھ بجے پورے ملک میں چاند نہ ہونے کا غیر ذمہ دارانہ اعلان کر کے کیسے بری الذمہ ٹھہرائی جاسکتی ہے۔؟

تعجب یہ ہے کہ اس سال سرحد کے تمام اضلاع اور ان کے مضافات میں متشرع گواہوں کی تعداد سینکڑوں تک جا پہونچتی ہے۔ گواہی جید علماء کے رُوبرو ہوتی ہے جن میں کمیٹی کے وہ ممبر بھی ہوتے ہیں جن کی وجہ سے کمیٹی کو حجت ٹھہرایا جاتا ہے۔ مگر مرکزی کمیٹی سے جب رابطہ قائم کیا جاتا ہے تو وہ آنکھوں سمیت کانوں کو بھی بند کر لیتی ہے بتلائیے ایسی صورت میں عید کا ایک دن کیسے متعین ہو؟ اگر صوبائی کمیٹیاں با اعتماد نہیں ہیں تو ان کا وجود ایک ڈھونگ ہو کر رہ جاتا ہے۔ گذشتہ سال بھی ایسا ہی ہوا جس کی بنا پر سرحد کے ایک جید عالم اور کمیٹی کے مؤقر ممبر مولانا ایوب جان بنوری کو استعفیٰ دینا پڑا۔ سرحد کے جیالوں کو حیرت اس بات پر ہے کہ ایسے مواقع پر ملک میں کہیں بھی چاند نہ ہونے کی غلط بیانی کر کے سرحد کو ملک سے خارج کیوں سمجھا جاتا ہے۔ لطف یہ ہے کہ اس بار تو اٹک کے اس پار بھی جانے کہاں کہاں چاند نظر آیا۔ محکمہ موسمیات کے گراف کے مطابق ملک کے انتہائی جنوبی علاقے (نواب شاہ، حیدر آباد، کراچی میں چاند کا امکان تو خود صاحب مضمون نے مانا ہے بنڈی بہاءالدین کی خبر بھی اخباروں کی رونق بن چکی، لیکن کمیٹی کا کمال ملاحظہ ہو کہ اس نے کسی کو بھی لائق التفات نہ سمجھا۔

ان شواہد کے علاوہ یہ نظارہ بھی کم قابل ذکر نہیں۔ کہ دوسرے دن جو مرکزی کمیٹی کے چاند ہونے کا دن تھا.......... دوپہر ہی سے مالک افلاک نے چاند پیش کر دیا، پھر کیا تھا صوبہ بھر میں [illegible] ضعیف البصر اشخاص نے بھی چاند دیکھ لیا!

بعض روزہ داروں نے تو اسی وقت روزہ توڑ کر مرکزی کمیٹی کو داد دی۔ غالب گمان یہ ہے کہ ملک کے باقی حصوں میں بھی یونہی دید اہتمام ہوا ہوگا

تو پھر ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

الٹا اس پر چاند نہ دیکھنے کا طعنہ بھی دیا جائے تو قول قرآن کیوں نہ یاد آئے ۔

اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ٥

"آیا تم جھگڑتے ہو اس چیز میں جو اس کی آنکھوں دیکھی ہے"۔

یہاں یہ شبہ بھی صاف ہو جانا چاہیئے جو ایسے چاند کو یار لوگ پچی پکائی کا نام دیتے ہیں۔ اسلام میں پچی پکائی کوئی نہیں۔ یہاں تپی تلی تھی اور کھری کھری بات ہے، اگر پہلی سے مراد آپ کی ایسا چاند ہے جو عام و خاص کو دکھائی دے تو پھر کمیٹیوں کے قیام اور گواہوں کی ضرورت کیا ہے۔ شریعت اسلامیہ نے گواہوں کے لیے جو اس قدر شرائط و قیود رکھے ہیں اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی کا چاند دیدار عام کی چیز نہیں۔

یہ بھی عجیب بات ہے کہ بعض لوگ سیاسی کام لیتے ہوئے اس کے مذہبی تقدس کو داغدار کرنے کی کوشش میں ان لوگوں کو بدنام کرتے ہیں جنہوں نے شرعی عید کے دن روزہ نہیں رکھا ہوتا۔ کتنی الٹی بانگی ہے کہ یہ لوگ اس خالص مذہبی معاملہ میں سارے عالم اسلام کو چھوڑ کر دلیل پکڑتے ہیں تو ہندوستان کی کہ وہاں چاند نہیں ہوا۔ ستم ظریفی دیکھیے کہ اس دفعہ ہندوستان بھی اپنے مختلف صوبوں میں بدھ کے چاند کا اعتراف کیا۔ یہی نہیں بلکہ سری لنکا میں بھی جمعرات کو عید منائی گئی تو کیا یہ سب کے سب اس وجہ سے غلط ٹھہرے کہ پاکستان کی مرکزی کمیٹی کسی طرف سے گواہی لینے کے لیے تیار نہ تھی۔ ؟

مسئلہ چونکہ مرکزیت و آفاقیت کا ہے۔ لہذا ہمیں ٹھنڈے دل سے اس پر غور کرنا چاہیے۔ قطع نظر ان ملکوں کے جو ہندوستان کی طرح سیکولر سٹیٹ ہیں باقی تمام دنیا میں گھوم جایئے۔ سارے عالم اسلام میں دو دو اور تین تین عیدوں کا امتیاز صرف پاکستان میں پائیں گے۔ آخر کیوں؟ کیا اس سے سادہ لوح مسلمانوں کو یہ شبہ نہ ہوگا کہ چاند کا حساب غلط ہے یا اسلامی کیلنڈر بے قاعدہ ہے۔

لیکن ظاہر ہے کہ اسلامی کیلنڈر یا چاند کے حساب میں کوئی فرق ہوتا تو دنیائے اسلام میں ہم جیسا کوئی اور ملک بھی ملتا۔ یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہر سال ترقی یافتہ عرب ممالک سے لے کر افغانستان جیسے پسماندہ ملک تک کہیں بھی کسی اسلامی تقریب میں دوئی نظر نہیں آتی۔ معلوم ہوا کہ فرق یا غلطی یہیں کہیں ہم میں ہے۔

پہلی غلطی تو یہ ہے کہ ہم ہر سال اس تجربہ میں ناکام ہو کر بھی نظر ثانی نہیں کرتے۔ چاہیے کہ ان ممالک سے رجوع کیا جائے جہاں ایک سے دوسرے دن کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

دوسری غلطی یہ ہے کہ ہم مدعی حنفیت ہوتے ہوئے بھی ایسے موقع پر اپنے مسلک سے رُوگردانی کرتے ہیں۔ اہل علم سے پوشیدہ نہیں کہ متونِ فقہ میں مطالع کا اختلاف معتبر نہیں اور یہ ظاہر روایت ہے مطلب یہ کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چاند مشرق میں دیکھا جائے تو مغرب کے مسلمانوں پر حجت ہے، اگر ذرائع ابلاغ صحیح طریق پر موجود ہوں۔ ملاحظہ فرمایا آپ نے؟

حضرت امام اعظم کے ہاں مرکزیت واجتماعیت کی کتنی اہمیت ہے! آج اگر اسی اصول پر عمل پیرا ہو جائیں تو نہ رمضان میں پش و پیش رہے، نہ عید میں اختلاف۔

مطالع کا فرق ملحوظ بھی رکھیں تو مرکز اسلام اور ہمارا چار ساڑھے چار گھنٹے کا فرق بنتا ہے۔ اسے بہت بھی بڑھائیں تو ایک سہی، لیکن تیسرے دن تک کی چھلانگ کہاں کا انصاف ہے؟ پھر یہ اختلاف حج کے موقع پر تو اور بھی حیران کن ہوتا ہے، جب کہ ہمارا ہی ریڈیو کعبۃ اللہ سے خطبۂ حج نشر کر رہا ہوتا ہے مگر ہم ہیں کہ پیروی کعبہ چھوڑ کر حج کو دوسرے یا تیسرے دن پر اٹھا رکھتے ہیں۔

ہمارے ہاں تیس دن پورے کرنے پر بھی زور دیا جاتا ہے جو بجائے خود ایک غلطی ہے۔ کیونکہ اسلامی مہینہ جیسا کہ احادیث سے ظاہر ہے تیس یا انتیس دونوں طرح ہو سکتا ہے۔ اس میں یہ قید بھی نہیں کہ پیہم انتیس کے نہیں آ سکتے۔ دوسری طرف عید کے دن روزہ رکھنا شریعت نے حرام کیا ہے۔ ان حقائق کے پیش نظر دو ہی نتیجے نکلتے ہیں کہ یا تو سارا عالم اسلام غلط اور ہم صحیح یا پھر سارا عالم اسلام درست اور ہم نادرست ہیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ خدائی تسخیر کے اس دور میں جب کہ چاند انسان کے پاؤں اور مشین کے پنجوں میں آ چکا ہے، ذرائع ابلاغ عام ہیں، ہم ایک سیدھے سادے مسئلے کو الجھائے رکھیں تو جگ ہنسائی کے سوا کیا ملے گا؟

آیئے چند تجاویز پر غور کریں:-

۱۔ مرکز اسلام مکہ مکرمہ ہے۔ لہذا وہاں کے فتویٰ پر سر تسلیم خم کر دینا چاہیئے اور یہ امام اعظم کے اصول کے عین مطابق ہوگا جیسا کہ برادر ملک افغانستان کا معمول ہے۔

۲۔ مطالع کا اختلاف ہی ضروری ہے تو پھر جس دلجمعی سے عیدین کی گواہی لی جاتی ہے اسی سرگرمی سے رمضان المبارک بلکہ شعبان تک کو نگاہ میں رکھا جائے۔

۳۔ سیاسی تعصبات سے کنارہ کش ہو کر اعلان میں علاقائی قربتوں کا لحاظ بھی رکھا جانا چاہیے مثلاً جلال آباد یا مہمند ایجنسی میں باقاعدہ شرعی شہادتوں کی صورت میں پشاور وغیرہ کو مجبور نہ کیا جائے کہ وہ اس چند میل کی مسافت کو چھوڑ کر کراچی کی ہزار میل مسافت کا پابند رہے۔

۴۔ مرکزی کمیٹی ہر صوبائی کمیٹی پر اعتماد رکھے اور اس کے باقاعدہ فیصلے کو مرکز سے نشر کرنے میں حیلے نہ تراشے۔ اگر یہ اعتماد نہ ہو تو صوبوں میں کمیٹی کا قیام اور شہادتوں کا اہتمام غیر ضروری ٹھہرتا ہے۔

۵۔ صوبائی کمیٹی کے تحت ہر ضلع، بلکہ ہر علاقہ میں ایک ایک ممبر ہو، تاکہ شہادتوں کا سلسلہ مربوط رہے۔

۶۔ کمیٹی یا اس کے ممبروں کی نشست ایسے معروف مقامات پر ہو جن سے لوگ ناآشنا نہ ہوں۔ جیسے لاہور میں شاہی مسجد، پشاور میں مسجد مہابت خان۔

۷۔ اب مؤخر، لیکن مؤقر بات یہ رہ گئی کہ مرکزی کمیٹی کم از کم گیارہ بجے تک اکناف ملک کی شہادتوں کا انتظار فرمایا کرے تو عین ممکن ہے کہ باقی اسلامی ممالک کی طرح ہماری اسلامی تقاریب بھی ایک ہی لڑی میں پروئی جا سکیں۔

مولانا مفتی محمود علماء کونسل کے استقبالیے میں

نمائندہ خصوصی

۹ اکتوبر کو ۴ بجے سہ پہر ہم بھی مغل ہوٹل میں پہنچ گئے۔ گلبرگ لاہور میں آج صدر پاکستان قومی اتحاد مولانا مفتی محمود اور دیگر قائدین اتحاد کے اعزاز میں علماء نے ایک عظیم الشان تقریب کا اہتمام کیا تھا۔ وہ علماء جن کی زندگیوں کا جہاز حق کی خاطر ہر دور میں صعوبتوں کے تھپیڑوں کا سزاوار رہا۔ انہوں نے شاہوں کے گریبان چاک کیے۔ ظلم و استبداد کے خلاف ہر عہد میں آواز اٹھائی۔ نتیجتاً انہیں مشق ستم بننا پڑا، تہ تیغ کیا گیا، دار پہ کھینچا گیا، زندانوں میں بسایا گیا۔ ان کے وجود سے کال کوٹھڑیوں کو رونق بخشی گئی مگر...... وہ بیچارگی و افسردگی کے آئینہ شفاف سے قہر ماتی اور طوائف الملوکی کو ناک چنے چبواتے رہے۔

حالیہ تحریک میں علماء کا جو کردار رہا میرے قلم کی زبان اس کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ آج کی تقریب میں علماء ایک مرتبہ پھر تجدید عہد کرتے ہیں۔ مفتی محمود کی قیادت کو خراج تحسین کہتے ہیں۔ کارزار سیاست میں نکل کر نظام مصطفیٰ کے لیے دوبارہ سوئے دار چلنے کی پیش کش کرتے ہیں۔

اس تقریب میں ۵۰۰ کے قریب معززین علماء، طلباء، وکلاء اور صحافیوں نے شرکت کی۔

ٹھیک پانچ بجے کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد علماء کونسل کے متقدر رہنما، قاری عبدالحمید قادری نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں نوجوان لیڈر **جاوید ہاشمی** مخاطب ہوئے، ان کا کہنا تھا:

" علماء نے شاہ اسماعیل سے لے کر آج تک تحریک آزادی ہند، تحریک خلافت، تحریک ریشمی رومال، تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت اور حالیہ تحریک نظام مصطفیٰ میں ایسا مثالی اور ناقابل فراموش کردار پیش کیا کہ تاریخ جس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔" ہاشمی صاحب کے بعد **مولانا ضیاء القاسمی** نے کہا:

" علماء جب بھی متحد ہوئے دنیا کی کوئی طاقت ان کے سامنے نہ ٹھہر سکی۔" آپ نے مولانا مفتی محمود اور قومی اتحاد کے دیگر قائدین کی کوششوں کو سراہتے ہوئے واشگاف الفاظ میں کہا کہ " اب آمریت کا تابوت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دفن ہو چکا ہے۔ حقیقی پاکستان کی منزل قریب آپہنچی ہے۔" آپ نے اس منزل کے حصول کے لیے مفتی محمود کے کردار کو تاریخ کی پیشانی کا جھومر قرار دیا۔

مولانا قاسمی نے موثر لہجے میں کہا۔ " میں علماء اور اتحادی قائدین کا ادنیٰ سپاہی ہوں۔ یہ لوگ جب بھی ہمیں حکم دیں گے کسی قربانی میں ہمیں پیچھے نہیں پائیں گے۔"

علامہ احسان الٰہی ظہیر " مختصر وقت میں میں صرف ایک بات پر اکتفا کرتا ہوں کہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ہماری جدوجہد نظام ملاّ کے لیے نہیں بلکہ نظام مصطفیٰ کے لیے ہے۔ علامہ موصوف نے اس فلسفے کی تردید کرتے ہوئے کہا، مجھے ملاّ ہونے پر فخر ہے۔ نظام مصطفیٰ کو پروان چڑھانے والے ہر دور میں ملاّ رہے ہیں۔ علماء کی کوششوں ہی کے باعث آج نظام مصطفیٰ دنیا میں موجود ہے۔" علامہ احسان الٰہی ظہیر نے آخر میں اتحادی لیڈروں کی قیادت کو خراج تحسین پیش کیا۔

مولانا عبیداللہ انور، " مجھے خوشی ہے کہ آج میں علماء کی اس ایمان افروز تقریب میں شرکت کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ نظام مصطفیٰ کے قیام کی جدوجہد میں علماء کی قربانیاں ناقابل فراموش ہیں۔ اس وقت ہمیں عہد حاضر کے سفاک اور ظالم حکمران سے نجات تو مل چکی ہے مگر ابھی ہمیں اس ملک میں نظام مصطفیٰ کو مستحکم بنیادوں پر قائم کرنا ہے۔

مولانا انور نے علماء پر زور دیا کہ اتحاد و اتفاق کی فضا کو جوں کا توں قائم رکھیں۔"

آپ نے آخر میں مفتی محمود کی قیادت کو زبردست خراج تحسین پیش کیا

اب نماز مغرب کا وقفہ ہوا۔ مفتی صاحب کی امامت میں شرکاء نے نماز ادا کی۔ نماز کے بعد علماء کونسل پاکستان کے سربراہ مولانا ملیک الرحمٰن نے مفتی صاحب کو سپاسنامہ پیش کیا۔

مولانا احسان اللہ فاروقی، " ہم نے مفتی محمود، علامہ شاہ احمد نورانی، پیر پگارو، اصغر خان یا کسی دوسرے شخص کی ذات کے لیے قربانیاں پیش نہیں کیں بلکہ ہماری تمام کوشش نظام مصطفیٰ کے قیام کے لیے ہے۔ اگر کسی پارٹی نے اتحاد میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کی تو علماء اس کا سختی سے محاسبہ کریں گے جو لیڈر اس کا ذمہ دار ہوگا اس کا گریبان پکڑ کر جھنجھوڑیں گے۔"

مولانا فاروقی نے حالیہ تحریک میں علماء کی خدمات کے کوائف پیش کرتے ہوئے کہا کہ اس تحریک میں لاہور میں اتنے علماء گرفتار ہوئے کہ جس کی مثال ناممکن ہے

چوہدری ظہور الٰہی، " میں مفتی صاحب کا شکر گذار ہوں جو تمام مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر ہمارے حلقے میں تشریف لائے۔" چوہدری صاحب نے کہا " اگر علماء نے ہمارا محاسبہ جاری رکھا تو اتحاد ٹوٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ نے کہا کہ رائے کے اختلاف کو علیحدگی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ہمارا مطالبہ تھا کہ احتساب ضروری ہے اور دوسرے لیڈروں نے کہا الیکشن ضروری ہے بہر حال

یہ دونوں چیزیں ضروری ہیں۔ مگر اخبارات کو چاہیئے کہ وہ اپنی طرف سے من گھڑت بیانات شائع کر کے اتحاد میں رخنہ ڈالنے سے گریز کریں"۔

چوہدری صاحب نے لاہور کے ایک روزنامہ میں شائع ہونے والی اس خبر کی بھی تردید کی جس میں ایئر مارشل اصغر خان کے متعلق لکھا تھا کہ ہوائی جہاز اکیلا ہی چلے گا۔ آپ نے علماء کو یقین دلایا کہ اتحاد کی فضا یونہی قائم رہے گی۔

پروفیسر غفور احمد "اسلام ہاتھ کاٹنے، سزائیں دینے اور اذیتیں پہنچانے کا نام نہیں، بلکہ اسلام امن و عافیت بخشنے، سکون و راحت مہیا کرنے، روزگار عطا کرنے اور انصاف دینے کا نام ہے"۔ پروفیسر نے علماء پر زور دیا کہ وہ نظامِ مصطفےٰ کے حقیقی مفہوم سے عوام کو روشناس کرائیں"۔ آپ نے کہا۔ "اسلام میں کوئی دلائی کیمپ نہیں ہوگا، اغواء نہیں ہوں گے، سیاسی قتل نہیں ہوں گے ظلم و بربریت کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ ہم اس ملک کو مینارۂ نور بنا کر پوری دنیا کو اسلام کی تابانی سے منور کرنا چاہتے ہیں۔ معیشت، سیاست، اخلاق اور معاشرے کے اسلامی انقلاب کے بعد ہمارا وطن عافیت کا گہوارہ بن جائے گا"۔

مولانا مفتی محمود، سربراہ پاکستان قومی اتحاد

جنابِ صدر!

مجھے بے حد خوشی ہے کہ میں علماء کے درمیان مخاطب ہوں۔ تیس سال سے علماء کی صرف یہی کوشش رہی ہے کہ یہاں اسلام کا نظام عدل و مساوات قائم ہو۔ جو قانون نبی کریم علیہ السلام نے ۱۴ سو سال پیشتر زمین کے ایک خطے پر قائم کیا اور جو لائحہ عمل خدائے برتر نے انسان کی بہتری کے لیے انسانیت کو بخشا وہ یہاں بلند و بالا ہو۔ اسی کے مطابق عدالتوں میں فیصلے کیے جائیں، معاشرے کے اصول مقرر ہوں۔ اخلاق و کردار کے تمام محاسن اسی نظام سے لیے جائیں۔

بزرگانِ محترم!

تحریک نظامِ شریعت کے منفی پہلو میں ہم کامیاب ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ایک ظالم و سفاک اور نااہل حکمران کو اسلامی نظام کے راستے سے ہٹا کر دور پھینک دیا گیا ہے۔ قوم نے توقع سے کہیں زیادہ قربانیاں پیش کیں۔

وہ مثبت پہلو ابھی تک تشنۂ تکمیل ہے جس کے لیے سینکڑوں لوگ شہید ہوئے اور ایک لاکھ افراد گرفتار ہوئے۔

وہ مثبت پہلو صرف یہ ہے کہ ظلم کے بعد اب انصاف کی حکمرانی قائم ہو، بربریت کے بعد اب عدل و ترحم کا دور دورہ ہو۔ لادینی نظام کے بعد اب دینِ حنیف کی سربلندی ہو۔ برائی کے بعد اب نیکی کا رواج قائم ہو، بھوک کے بعد اب معاشی خوشحالی کے ایام لوٹ آئیں، عسرت کے مسرت اور باطل کے اندھیروں کے بعد اب مشعلِ اسلام کی کرنیں فروزاں ہوں۔

علمائے کرام!

ابھی تک ہمارے ذہنوں سے حبِ جاہ کی رنگینی کا تصور ختم نہیں ہوا۔ اس لیے ہر شخص سمجھتا ہے کہ شاید یہ لوگ وزارتوں پر جھگڑا کریں گے کیونکہ وزارتیں دولت کمانے، شخصیت ابھارنے اور عوام سے سلامیاں لینے کے لیے ہوتی ہیں۔ دراصل یہ تصور ہی سرے سے غلط ہے۔ کیونکہ ہم لوگوں کے نزدیک وزارتیں حبِ جاہ کے مقابلے میں انسانیت کو اس کے سچے حقوق دینے اور غریبوں، محنت کشوں اور حاجت مندوں کی حاجتیں پوری کرنے کے لیے ہیں۔ جب کسی شخص کے ذہن میں وزارت کا یہ تصور موجود ہوگا تو وہ کبھی وزارت کا حرص نہیں کرے گا۔ کیونکہ اس کو معلوم ہے کہ پوری قوم کا بوجھ اس کے سر پر ہے۔ دراصل ہماری حکومت انہی بنیادوں پر قائم ہوگی اور اس کے مطابق کسی موقعہ پر بھی جھگڑے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ مفتی محمود نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ انہیں انتہائی اصرار کے بعد منصبِ خلافت سے نوازا گیا کیونکہ ان کے ذہنوں میں خلافت اور حکومت کا تصور انسانیت کی خدمت تھی۔ اس وجہ سے ان حضرات نے اپنے بیٹوں کو اس عظیم مشکل سے دوچار نہ ہونے دیا۔ جب ہم محسوس کریں گے کہ ہمیں عدل و انصاف مہیا ہے تو ہمیں کیا ضرورت ہے کہ قوم کا بوجھ اپنے سر لیں۔ میں تو تصنیفی، علمی اور تبلیغی خدمت کو وزارتوں پر ترجیح دوں گا

قابلِ صد احترام علماء کرام — میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے یہاں آ کر ضروری باتیں کرنے کا موقع بخشا میں علماء کونسل کی کارگزاری اس کے ارکان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اس تقریب کی صدارت پیر غلام حبیب چکوال والوں نے کی۔

ناظم مالیات: جناب فیض محمد سرکی
گورنمنٹ ہائی سکول ٹھل

جمعیۃ طلباء اسلام
ڈیرہ اسماعیل خان کا تفصیلی دورہ

گذشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام ڈیرہ اسماعیل خان کی مجلس عاملہ کے افراد نے ڈی۔آئی خان کا تفصیلی دورہ کیا جس میں دورہ سٹی کے صدر حامد علی صاحب نائب صدر عبدالستار ستاری اور قائمقام ناظم عمومی محمد رفیق کے علاوہ دوسرے ارکان بھی شامل تھے۔ دورہ کا مقصد ضلعی جمعیۃ کے کام کو منظم اور فعال بنانا تھا۔

ممبران نے پہلے تحصیل کلاچی کا دورہ کر کے وہاں کے مقامی جمعیۃ کے ارکان سے علاقائی صورت حال پر تبادلہ خیال کیا۔ اور تنظیم کے دائرہ کار کو مزید وسیع اور موثر بنانے پر غور و خوض کیا گیا۔ بعد میں ممبران تحصیل ٹانک روانہ ہو گئے جہاں انہوں نے مدرسہ مفتاح العلوم میں جمعیۃ کے ارکان سے بات چیت کی۔ بات چیت میں مولانا فتح خان (امیدوار صوبائی اسمبلی) نے کارکنوں کی رہنمائی فرمائی۔ اور یقین دلایا کہ انشاءاللہ جمعیۃ طلباء اسلام علماء حق کی سرپرستی میں جلد ہی اپنے نصب العین کو پالے گی۔

گوجر خان میں تنظیم کا قیام

گذشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام گوجر خان کے کارکنان کا ایک اجلاس زیر صدارت جناب ممتاز الحق صاحب منعقد ہوا۔ اجلاس میں گوجر خان کی تنظیم کے کنوینر حسین احمد شاہ کر نے جمعیۃ کا تعارف کرایا۔ اجلاس سے قاری ممتاز الحق صاحب نے بھی خطاب فرمایا۔ بعد میں مقامی تنظیم کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کے مطابق درج ذیل حضرات عہدہ داران منتخب ہوئے۔

جناب محمد عمران خان چیف آرگنائزر اور ماجد حبیب صاحب کو آرگنائزر منتخب کیا گیا۔

اجلاس کے آخر میں درج ذیل طلبہ نے

جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا: نیاز محمد خان صاحب، ظفر محمود صاحب، محمد کلیم جنگ صاحب، ندیم جنگ صاحب، شاد محمد صاحب، محمد علی صاحب، آفتاب احمد صاحب اختر پرویز صاحب اور عبدالمالک صاحب۔

یاد رہے کہ عبدالمالک صاحب حالیہ تحریک نظام مصطفیٰ میں چالیس روز تک کیمبلپور کی جیل میں اسیر رہ چکے ہیں۔

وہی ہے

جمعیۃ طلبہ اشاعت التوحید کے طلبا کی جمعیت میں شمولیت

گذشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام کے پروگرام سے متاثر ہو کر جمعیۃ طلبہ اشاعت التوحید حافظ آباد کے صدر جناب شیخ محمد اکرام نے اپنے ساتھیوں سمیت جمعیۃ میں باقاعدہ شمولیت کا اعلان کیا ہے۔ شامل ہونے والے حضرات میں جناب منیر احمد، جناب اعجاز احمد، جناب طارق شیخ اور جناب حافظ رشید کے نام قابل ذکر ہیں۔

جمعیۃ طلباء اسلام حافظ آباد کے صدر اور ناظم عمومی جناب اشتیاق احمد نے نئے شامل ہونے والوں کا دلی خیر مقدم کرتے ہوئے یہ امید ظاہر کی ہے کہ

انشاءاللہ

یہ ساتھی شیخ محمد اکرام کی سرکردگی میں جمعیۃ کے لیے شب و روز کام کر کے حافظ آباد میں جمعیۃ کو پھر ایک فعال تنظیم بنا دیں گے۔

لٹریچر وافر تعداد میں موجود ہے!

ترجمان اسلام کے پچھلے ایک دو شماروں میں بھی اس بات کا اعلان کیا جا چکا ہے کہ مرکزی دفتر میں لٹریچر کی وافر مقدار موجود ہے، لیکن یہ تمام لٹریچر نقد وصولی پر دیا جا سکے گا۔ اور اس کے لیے آپ بذریعہ وی۔پی مرکزی دفتر ۴-B شاہ عالم مارکیٹ سے حسب ضرورت منگوا سکتے ہیں۔

درج ذیل لٹریچر موجود ہے:

۱۔ اعتدال کی راہ ۲۰ روپے سینکڑہ ۲۔ علماء کی قیادت ۲۰ روپے سینکڑہ
۳۔ تعارف " " ۴۔ ہم کام کیسے کریں " "
۵۔ جمعیۃ طلباء اسلام کیوں بنی؟ " " ۶۔ دستور فی کاپی ایک روپیہ
۷۔ خوبصورت بیج ڈیڑھ روپیہ فی عدد
۸۔ قائد پاکستان حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ کی تصویر پر مشتمل ایک خوبصورت رنگین کیلنڈر قیمت ایک روپیہ فی کیلنڈر۔

گکھڑ منڈی (گوجرانوالہ)

جمعیۃ طلباء اسلام کے پروگرام سے متاثر ہو کر گکھڑ منڈی کے درج ذیل طلباء نے جمعیۃ میں باقاعدہ شمولیت کا اعلان کیا ہے:

محمد گلشاد تبسم، اعجاز احمد تارڑ، محمد اشرف محمد ارشاد، سعید اختر چغتائی، ندیم یعقوب، ارشد محمود، عبدالرؤف اور محمد زکریا۔

جمعیۃ طلباء اسلام تحصیل گکھڑ کے صدر جناب ملک عبداللہ کور اور جنرل سیکرٹری ظفر یٰسین بٹ صاحب نے ایک بیان میں نئے شامل ہونے والے ساتھیوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے انہیں دلی مبارکباد

شہر شہر سے — قمر ہاشمی

جماعتی کارکنوں سے ملاقات کیلئے مختلف راہنما ڈویژن وار دورے کریں گے

ترجمان اسلام کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کیلیے خصوصی توجہ کریں

مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں ملک کی سیاسی صورت حال پہ غور اور اہم فیصلے:

جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس ۹ر اکتوبر ۷۷ء بروز اتوار ۱۱ بجے دن مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں ملک کی تازہ ترین سیاسی صورت حال اور جمعیۃ کے تنظیمی امور پر غور و خوض کیا گیا۔

اجلاس میں جماعتی کارکنوں سے رابطہ اور تنظیمی صورت حال کا جائزہ لینے کے لیے ڈویژن وار کمیٹیاں مقرر کی گئیں۔ جو ہر ڈویژن کا تفصیلی دورہ کر کے جماعتی عہدہ داروں اور کارکنوں سے ملکی و جماعتی مسائل پر تبادلہ خیال کریں گی اور جمعیۃ کی تنظیمی صورت حال کا جائزہ لیں گی۔

تنظیمی دورے

کوئٹہ ڈویژن: مولانا عبدالواحد مولانا جان محمد

قلات ڈویژن: مولانا ابوبکر، مولانا محمد صدیق۔

کراچی ڈویژن: مولانا محمد زکریا، مولانا مفتی احمد الرحمٰن

حیدرآباد ڈویژن: مولانا عبدالمتین، حاجی کرامت اللہ

حاجی شبیر احمد

سکھر ڈویژن: مولانا محمد شاہ امروٹی، مولانا غلام قادر

خیرپور ڈویژن: مولانا محمد مراد، مولانا بدر دین۔

بہاولپور ڈویژن: مولانا محمد شریف وٹو مولانا غلام ربانی۔

ملتان ڈویژن: قاری نور الحق قریشی ایڈووکیٹ و مولانا محمد لقمان صاحب

لاہور ڈویژن: مولانا محمد اجمل خان، مولانا سعید الرحمٰن علوی

سرگودھا ڈویژن: مولانا محمد رمضان، مولانا مولا بخش۔

راولپنڈی ڈویژن: مولانا محمد شریف احرار، مولانا قاری محمد امین

ہزارہ ڈویژن: مولانا فقیر محمد خان، مولانا فضل رزاق

پشاور ڈویژن: مولانا محمد امیر بجلی گھر، مولانا عزیز الرحمٰن

مولانا لطف الرحمٰن

مالاکنڈ ڈویژن: صاحبزادہ عبدالباری جان، مولانا عزیز الرحمٰن

ڈیرہ اسماعیل خان: مولانا قاضی عبداللطیف صاحب۔

مولانا صدر الشہید، مولانا علاؤالدین۔

ترجمان اسلام

اجلاس میں ترجمان اسلام سے متعلق امور کی نگرانی اور وقتاً فوقتاً جائزہ کے لیے مولانا محمد اجمل خان اور مولانا زاہد الراشدی پر مشتمل کمیٹی مقرر کی گئی، اور مجلس عاملہ نے تمام شاخوں کو ہدایت کی ترجمان اسلام کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کے لیے جدوجہد کریں اور جماعتی آرگن کو زیادہ سے زیادہ لوگوں کے ہاتھوں میں پہونچائیں۔

قرار دادیں

اجلاس پونے بارہ بجے سے پانچ بجے تک جاری رہنے کے بعد دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ اور اختتام سے قبل مندرجہ ذیل قرار دادیں بالاتفاق طور پر منظور ہوئیں:۔

(۱)

انتخابات کی تاریخ کا اعلان کیا جائے

مرکزی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک کی تازہ ترین صورت حال کے بارے میں پاکستان قومی اتحاد کے موقف کی مکمل توثیق کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ محاسبہ کے عمل کو تیز کر کے اسے جلد از جلد مکمل کیا جائے۔ ملک میں سیاسی سرگرمیاں بحال کی جائیں۔ اور انتخابات کی تاریخ کا بلا تاخیر اعلان کر کے بے یقینی کی فضا کو ختم کیا جائے۔

(۲)

مزدوروں کی چھانٹی بند کرائی جائے۔

یہ اجلاس سرکاری تحویل سے واپس کی گئی ملوں میں ملازمین کی چھانٹی پر تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملازمین اور کارکنوں کی چھانٹی بند کی جائے۔ اور مزدوروں کو ملازمت کا معقول تحفظ دیا جائے۔

(۳)

کپاس کے کارخانے چالو کیے جائیں

یہ اجلاس کپاس بیلنے کے بیشتر کارخانوں کی مسلسل بندش کے باعث کپاس کی فصل کو ہونے والے نقصان پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے

کہ کارخانوں کو چالو کرکے کپاس کی فصل کو ضائع ہونے سے بچایا جائے

— ۴ —

افسر شاہی کا محاسبہ کیا جائے

یہ اجلاس ملک کے مختلف حصوں میں پاکستان قومی اتحاد کے کارکنوں کے خلاف پولیس کی معاندانہ کارروائیوں پر احتجاج کرتا ہے اور مارشل لاء انتظامیہ کو توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہے کہ انتظامیہ میں پیپلز پارٹی کے پروردہ کارندے ابھی تک پاکستان قومی اتحاد کے کارکنوں اور عوام کو مسلسل پریشان کر رہے ہیں اور مارشل لاء حکام کے لیے مشکلات پیدا کر رہے ہیں بالخصوص ان افسروں کے رویہ میں کوئی فرق نہیں آیا۔ جنہوں نے گذشتہ دور حکومت میں عوام کو بے پناہ تشدد کا نشانہ بنایا یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ انتظامیہ کے غلط افسروں کا بھی محاسبہ کیا جائے اور پاکستان قومی اتحاد کے کارکنوں کے خلاف کی گئی زیادتیوں کا فوری ازالہ کیا جائے

— ۵ —

بلدیاتی اداروں میں نامزدگی غلط ہے

یہ اجلاس بلدیاتی اداروں میں نامزدگی کی تجویز کو قطعی غیر معقول اور غیر جمہوری قرار دیتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اس طریق کار سے نہ صرف غیر نمائندہ اور غلط کار عناصر کو بلدیاتی اداروں پر مسلط ہونے کا موقع ملے گا بلکہ بلدیاتی مسائل سلجھنے کی بجائے مزید الجھ کر رہ جائیں گے۔

اس لیے یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ بلدیاتی اداروں میں نامزدگی کی تجویز کو مسترد کرکے اس اہم ترین قومی مسئلہ کو سول حکومت کی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے تاکہ عوام کے منتخب نمائندے اس سلسلہ میں کوئی مناسب راستہ اختیار کرسکیں

— ۶ —

خان عبدالولی خان کو رہا کیا جائے

یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ ہنگامی حالات کی آخری یادگار حیدرآباد ٹریبونل کو ختم کرکے خان عبدالولی خان اور ان کے ساتھیوں کو رہا کیا جائے

— ۷ —

بنیادی مسائل منتخب حکومت کی صوابدید پر چھوڑ دی —

یہ اجلاس اس رائے کا اظہار مناسب سمجھتا ہے کہ عبوری حکومت کو اہم بنیادی پالیسیوں سے متعلق امور کے بارے میں فیصلوں پر ساری توجہ مبذول کرنے کی بجائے محاسبہ کا عمل مکمل کرکے انتخابات جلد از جلد کرانے کا اہتمام کرے اور بنیادی مسائل کو منتخب نمائندوں کی صوابدید پر چھوڑ دے کیونکہ جمہوریت اور اصول کا یہی تقاضہ ہے۔

— ۸ —

برطرف سرکاری ملازمین کے کیسوں پر نظر ثانی کی جائے

یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ پیپلز پارٹی کی حکومت کے دوران جن سرکاری ملازمین کو صفائی کا موقع دیے بغیر برطرف کیا گیا تھا ان کے کیسوں پر نظر ثانی کی جائے اور ان تمام ملازمین کو صفائی کا پورا موقع دے کر ان کے ساتھ کی گئی ناانصافی کا تدارک کیا جائے

یہ اجلاس مارشل لاء انتظامیہ کی طرف سے گذشتہ حکومت کے دور میں کی گئی غلط الاٹمنٹوں پر نظر ثانی پر اطمینان کا اظہار کرتا ہے اور اس بات پر زور دیتا ہے کہ ناجائز الاٹمنٹیں بلا تاخیر منسوخ کرکے ان اراضی کے اصل مالکان کے ساتھ ہونے والی زیادتی کی تلافی کی جائے۔

— ۹ —

تمام مقدمات واپس لیے جائیں

یہ اجلاس تحریک ختم نبوت تحریک سول نافرمانی گوجرانوالہ کی تحریک مسجد نور اور گذشتہ حکومت کے پورے دور میں سیاسی کارکنوں کے خلاف قائم کیے گئے مقدمات ابھی تک جاری رہنے پر حیرت اور استعجاب کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ یہ تمام مقدمات بلا تاخیر واپس لیے جائیں۔

— ۱۰ —

اجلاس میں مرکزی مجلس عاملہ کے مندرجہ ذیل ارکان شریک ہوئے

حضرت مولانا عبداللہ درخواستی صاحب خانپور
حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ڈیرہ اسماعیل خان
حضرت مولانا محمد شریف وٹو پنجنی آباد
حضرت مولانا عبدالغفور کوئٹہ
حضرت مولانا محمد اجمل لاہور
حضرت مولانا غلام ربانی رحیم یار خان
حضرت مولانا قاضی عبداللطیف کلاچی
مولانا زاہد الراشدی گوجرانوالہ
خواجہ عبدالرؤف ملتان

نوٹ

۔ حضرت مولانا عبیداللہ انور امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب بھی خصوصی دعوت پر اجلاس میں شریک ہوئے

— ۱۱ —

حضرت الامیر کی خصوصی ہدایت

حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی نے ہدایت کی ہے کہ جن جماعتی راہنماؤں کو ڈویژن وار تنظیمی دوروں کیلئے مقرر کیا گیا ہے وہ مرکزی دفتر کی طرف سے ہدایات اور دیگر ضروری تفصیلات باضابطہ موصول ہوتے ہی اپنا کام فوراً شروع کر دیں اور ۳۰ ذی قعدہ تک اپنا کام مکمل کر کے مرکزی دفتر کو رپورٹ کریں آپ نے ہدایت کی کہ ہر ضلع میں ضلع اور تحصیل صدر مقام کے علاوہ قصبات اور بڑے دیہات کی سطح پر جاکر کارکنوں سے رابطہ قائم کریں تنظیمی صورت حال کا جائزہ لیں اور مسائل ومشکلات سے آگاہی حاصل کریں۔